سماجی معاشرت اورادب وثقافت پر لکھا گیاایک خوب صورت رسالہ

الدر والیاقوت فی محاسن السکوت

تالیف:

علی ظریف اعظمی عراقی

خاموشی کے محاسن وفوائد

مترجم:

عبدالخبیر اشرفی مصباحی

مراجعہ وتقدیم

ڈاکٹر سید علیم شرف جائسی

ناشر: تاج الاصفیاء دار المطالعہ، مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، مغربی بنگال

نام کتاب: الدر والیاقوت فی محاسن السکوت

نام کتاب: خاموشی کے محاسن وفوائد

ترجمہ: عبدالخبیر اشرفی مصباحی

تالیف: علی ظریف اعظمی عراقی

مراجعہ وتقدیم: ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد۔

سن اشاعت: مئی ۲۰۱۱ء بمطابق جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ

تعداد: ایک ہزار

کمپوزنگ: اشرف الاولیاء انسٹی ٹیوٹ اف ٹیکنالوجی پنڈوہ شریف، قطب شہر ،مالدہ۔

قیمت: Rs.25

ملنے کے پتے

☆ تاج الاصفیاء دارالمطالعہ، مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، بنگال

☆ اجالا پریس راساکھوابازار، تھانہ کرن دیگھی، ضلع اتر دیناج پور، بنگال۔

☆ مولانا ظہیر الدین رضوی مدرسہ اسلامیہ پاٹاگورا، اسلامپور اتر دیناج پور، بنگال۔

☆ ماسٹر محمد الیاس پرفیکٹ رورال ویلفیئر سوسائٹی، پاٹاگوڑابازار، اسلامپور

خاموشی کے محاسن وفوائد

نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں

خاموشی کے محاسن وفوائد

انبیائے کرام علیہم السلام کے اقوال کی روشنی میں

خاموشی کے محاسن وفوائد

صحابہ کرام اور علمائے عظام کے اقوال کی روشنی میں

خاموشی کے محاسن وفوائد

حکما اور ادبا کے اقوال کی روشنی میں

خاموشی کے محاسن وفوائد

سلاطین وامراء کے اقوال کی روشنی میں

خاموشی کے محاسن وفوائد

محاوروں اور روزمروں کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدمہ

از: ماہر لسانیات حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی مدظلہ العالی
شعبہ عربی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد، ایم۔ پی۔

عام طور پر ترجمہ نگاری کو ثانوی حیثیت اور کم درجے کا فن سمجھا جاتا ہے جبکہ یہ تصور غیر علمی بھی ہے اور خلاف واقعہ بھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ عمل بڑی ژرف نگاہی اور محنت شاقہ کا طالب ہے۔ اور اس وادی پر خار سے گزرنے کی دشواریوں کو وہی سمجھتے ہیں جنہوں نے کبھی اس میں قدم رکھا ہے۔ ترجمہ محض الفاظ کے مترادفات فراہم کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ اس میں ایک زبان کی عبارت کو دوسری زبان کی عبارت میں اس طرح منتقل کیا جاتا ہے کہ دونوں عبارتیں معنی و مفہوم اور تاثیر میں یکساں ہو جائیں۔ یعنی ترجمہ معنی اور تاثیر کو نقل کرنے کا نام ہے الفاظ و قواعد کو نقل کرنے کا نام نہیں ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ''ترجمہ لفظ بہ لفظ نہیں بلکہ معنی بہ معنی ہونا چاہیے''۔

اس فن کا کمال یہ ہے کہ اس کے قاری کے ذہن میں وہی اثرات مرتسم ہوں جو اصل زبان کی عبارت کو پڑھنے والے کے ذہن میں مرتسم ہوتے ہیں اور اس کے لئے بڑی

مہارت اور چابک دستی کی ضرورت ہوتی ہے۔اس طرح ہم اندازہ لگاسکتے ہیں کہ ترجمہ نگاری کوئی سہل اور آسان عمل نہیں ہے، بلکہ یہ ایک ایسادشوار گزار عمل ہے جس کے لئے مترجم کو متعدد اور مختلف النوع لیاقتوں اور مہارتوں سے متصف ہونا پڑتا ہے۔ جو لوگ ترجمہ نگاری کو علمی مقاصد میں شمار نہیں کرتے وہ ترجمے کی اہمیت اور اس کی حقیقت دونوں سے ناواقف ہیں۔ حق یہ ہے کہ فضول قسم کی اور نام نہاد طبع زاد کتابیں لکھنے کے مقابلے میں اچھی کتابوں کے ترجمے کرنا علم کی زیادہ بڑی خدمت ہے۔

ترجمے کے عمل سے عہدہ برائی کے لئے ضروری ہے کہ مترجم منقول منہ یعنی اصل زبان اور منقول الیہ یعنی مقصود زبان دونوں سے اچھی طرح واقف ہو، اس کے پاس دونوں زبانوں کے الفاظ کے ذخیرے ہوں، وہ دونوں زبانوں کی اصطلاحات ' تعبیرات ' محاورات اور روزمروں سے اچھی طرح باخبر ہو، دونوں زبانوں کے نحوی'صرفی اور بلاغی قاعدوں پر خاطر خواہ دسترس رکھتا ہو، اور جن علوم سے متعلق نصوص کاترجمہ کر رہاہے ان کے پس منظر' مسائل اور اصطلاحات سے واقفیت بھی مترجم کے لئے ناگزیر ہے۔ ان صفات کے علاوہ رقت شعور' حس ادبی، کثرت معلومات اور ثقافت عامہ کے زیورات سے آراستہ ہونا بھی مترجم کے لئے ازبس ضروری ہے۔

ترجمہ نگاری کی اہمیت کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ دنیا کی تمام مہذب قوموں کے تمدنی ایوانوں کے پائے ترجمہ نگاری کی بنیادوں پر ہی قائم ہیں۔ دنیا کی تمام علمی وفکری تحریکات ومہمات کا پہلا مرحلہ ترجمہ نگاری کے مرحلے سے ہی عبارت ہے۔ اور دنیا کے ہر تہذیبی وعلمی انقلاب کی راہ ترجمے کی زمین پر ہی ہموار ہوئی ہے۔ ترجمہ صرف دوسروں کے

افکار کی نقل نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ اقوام وملل کی نشاۃ ثانیہ کے پس پشت سب سے طاقتور محرک اور عامل ہوتا ہے۔ جزائری مفکر اور فلسفی مالک بن نبی نے لکھا ہے کہ تہذیب کا سورج ہمارے سورج کی طرح ہی ہوتا ہے، کسی قوم میں طلوع ہو رہا ہوتا ہے، تو کسی میں عروج کی طرف گامزن ہوتا ہے، یہ سورج کسی قوم کے نصف النہار پر ہوتا ہے تو دوسری اقوام میں مائل بہ زوال یا غروب ہو رہا ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ اقوام سے نقل وترجمہ کا کام غیر ترقی یافتہ یا ترقی پزیر قوموں کے لئے اس صبح صادق کی طرح ہوتا ہے جو تہذیب کے سورج کے طلوع ہونے کی بشارت لے کر آتی ہے۔ عالمی گاؤں اور انفجار معرفی کے اس عصر میں ترجمہ نگاری اور بھی اہم ہو گئی ہے۔ انسانی قدرات اور امکانات کی محدودیت اور علوم و انکشافات کی کثرت ووسعت کے پیش نظر آج اس کام کے لئے مشینوں کا سہارا لیا جارہا ہے۔ اور اس سلسلے میں غیر معمولی کامیابیاں بھی حاصل ہو رہی ہیں۔ آنے والے وقتوں میں ہر دو علمی اور تہذیبی سطح پر ترجمہ نگاری کا کردار وسیع تر ہو گا۔

عزیز القدر مولانا عبد الخبیر مصباحی اشرفی زید علمہ کو ترجمہ نگاری کا ذوق بھی ہے اور سلیقہ بھی۔ وہ عربی اور اردو زبانوں میں صاف ستھرے اور علمی ادبی ذوق کے حامل ہیں، انہیں ترجمہ نگاری کے میدان میں مشق ومزاولت کا طویل تجربہ ہے۔ اس سے قبل بھی وہ عربی کی کئی نگارشات کو اردو کا لباس دے چکے ہیں۔ یہ ہنر انھوں نے صرف اپنے شوق اور کاوش سے حاصل کیا ہے۔ ان کا یہ عمل مدارس اسلامیہ سے فارغ ہونے والوں کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے جو مدارس کے مروجہ نصاب سے باہر کسی علم وفن کو لائق التفات نہیں سمجھتے، یا علمی قناعت کا شکار ہیں۔ مولانا عبد الخبیر صاحب ان کم استعداد اشخاص کی

طرح نہیں ہیں جو ان غیر ''نصابی'' سرگرمیوں میں اپنی علمی بے مائیگی کے سبب پڑتے ہیں، اور ان کا حق بھی ادا نہیں کر پاتے ہیں۔ بلکہ وہ درس نظامیہ کے اعلی پائے کے استاد ہیں اور برسوں افتاء کا کام بھی کیا ہے اور آج بھی ان کار خوش آثار سے منسلک ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ وقت کے تقاضوں اور ضرورتوں کا بھی شعور رکھتے ہیں اور ''خذ ما صفا و دع ما کدر'' پر عمل پیرا ہیں۔ مولانا موصوف نے اس بار جس کام کا انتخاب کیا ہے وہ ایک خالص ادبی کام ہے، جو علمی کاموں کے ترجمے کے مقابلے میں کہیں زیادہ دشوار ہوتا ہے کیونکہ ایک زبان کی ادبی تعبیرات، اشعار، امثال اور محاورات کو دوسری زبان میں منتقل کرنے میں الفاظ و لغات کا کردار بے حد محدود ہو جاتا ہے، اور دونوں زبانوں میں اعلی ادبی مہارت اوران دونوں کے ادب پر غیر معمولی قدرت کی ضرورت زیادہ پیش آتی ہے۔ یہ رسالہ ایک خاص موضوع پر عرب قوم کے صدیوں کے تجارب کا نچوڑ ہے جس میں فکر و معانی کا ایک جہاں پوشیدہ ہے، لہذا اسے کسی دوسری زبان کا قالب دینا ''کاریست مشکل'' کا مصداق ہے، لیکن مترجم موصوف نے اس کام میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے، بسا اوقات تو ترجمے کا گمان تک نہیں ہوتا ہے۔

میں اور میرے ساتھ اردو زبان کا ہر باذوق قاری مولانا کا بے حد ممنون و متشکر ہو گا جنھوں نے عربی زبان کے اس ادب پارے کو اردو میں ترجمہ کر کے اردو والوں کو اس سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا، کیونکہ یہ ایسی زبان کا ادبی شہ پارہ ہے جس سے ہماری زبان نے بہت کچھ حاصل کیا ہے، اور بہت کچھ حاصل کرنے کا امکان بھی ہے بشرطیکہ ہم اپنے تغافل و تجاہل سے باز آئیں۔ یہ ترجمہ اردو والوں کے ساتھ ساتھ عربی کے ان طلبہ کے لئے

بھی مفید ہے جو اس فن کا ذوق رکھتے ہیں، اس ترجمے سے تقابلی ادب سے دلچسپی رکھنے والے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ عام اردو دانوں کے لئے بھی اس میں تسکین شوق کا وافر سامان ہے کیونکہ تمام تعلق خاطر کے باوصف بھی اردو والوں کو عربی کے غیر دینی ادب سے واقفیت کا کوئی ذریعہ نہیں ملتا ہے۔

دعا گو

مؤرخہ: ۲۷ مارچ ۲۰۱۱ء

سید علیم اشرف جائسی

شعبۂ عربی

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد

دعائیہ کلمات

تاج الاولیاء پیر طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ ڈاکٹر سید محمد جلال الدین اشرفی جیلانی مدظلہ العالی جانشین اشرف الاولیاء سربراہ اعلی مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف قطب شہر ضلع مالدہ، بنگال

مفتی عبد الخبیر اشرفی صاحب جو بنگال کے خطہ ء اسلام پور کے ایک چھوٹے سے گاؤں ''مہان خاں'' کے ایک مہذب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم علاقے کے مدرسوں سے حاصل کرکے ''الجامعۃ الاشرفیۃ'' مبارک پور اعظم گڑھ سے فضیلت کی تعلیم مکمل کی۔ بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی مدظلہ العالی کی خصوصی نگرانی میں رہ کر ''تخصص فی الفقہ'' کا تحقیقی مقالہ مکمل کرکے ''سند افتاء'' حاصل کی۔ تدریسی خدمات انجام دینے کے لیے دار العلوم جائس قصبہ جائس شریف ضلع رائے بریلی میں ملازمت فرمائی اور بہت ہی کم عمری ہی میں اپنی علمی وجاہت سے اہل علم حضرات کو متاثر کیا۔

مولانا موصوف کی خوبی یہ رہی ہے کہ صرف مسند درس وافتاء تک ہی محدود نہ رہے بلکہ زبان و قلم کے ذریعہ عوام وخواص میں مقبول ہوئے۔چند سالوں پیشتر میں نے مولانا کی کثیر خدمات کو سناتو ”مخدوم اشرف مشن“ کے زیر اہتمام چلنے والا ادارہ ”الجامعۃ الجلالیۃ العلائیۃ الاشرفیۃ“ پنڈوہ شریف میں خدمت انجام دینے کی گزارش کی ،مولانا موصوف نے بخوشی ادارے کی منصب جلیلہ کو قبول فرمالیااور الحمد للہ تاہنوز اپنی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔مولانا موصوف ایک ساتھ کئی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ادارے کا کمپیوٹر سینٹر ”اشرف الاولیاء انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی“ آپ ہی کی سپر وائزرشپ اور نگرانی میں چل رہاہے۔اسی درمیان مولانا عربی اور فارسی زبان کی کئی کتابوں کا ترجمہ اردو زبان میں آسان اور سلیس انداز میں کر چکے ہیں۔جن میں حسب ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

[۱]علموا أولادکم محبۃ اھل بیت النبی ﷺ[۲]التعظیم والمنۃ فی ان ابوي رسول اللہ ﷺ فی الجنۃ[۳]أیھا الولد[۴]انیس الغرباء۔

زیر نظر کتاب ”الدر والیاقوت فی محاسن السکوت“ عربی میں ہے۔جس کا اردو ترجمہ موصوف نے ”خاموشی کے محاسن وفوائد“ کے نام سے کیاہے۔اس کتاب میں خاموشی کے فوائد اور اسکی افادیت واہمیت کو قرآن وحدیث کے علاوہ شعراء کے اشعار وابیات اور دانشوروں اور صوفیاء کے اقوال سے پیش کیا گیاہے۔

آج کے اس دور پر فتن میں جہاں انسان بال کی کھال نکال کر جنگ وجدال اور فتنہ وفساد کی طرف امادہ ہو جاتاہے ،سماج میں جھگڑے بڑھ جاتے ہیں اور اچھابھلا ماحول مکدر

ہو جاتا ہے۔ ایسے پر آشوب ماحول میں ضرورت ہے اس کتاب کو دنیا کی سب زبانوں میں عام کیا جائے، جس کی پہل مولانا نے کر دی ہے۔ دعا گو ہوں کہ مولی کریم حضرت مفتی صاحب دام عمرہ کی اس کاوش کو مقبول عام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰت والتسلیم وعلی الہ الطیبین الطاھرین۔

فقط والسلام

سید محمد جلال الدین اشرف

درسفر علاقہ ء سمری بختیارپور سہرسہ بہار

سخن ہائے گفتنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یہ کوئی ۲۰۰۲ء کی بات تھی جب میں دار العلوم جائس [ادارہ احمدیہ اشرفیہ] قصبہ جائس شریف رائے بریلی میں خدمت درس وافتاء پر مامور تھا، اکثر وبیشتر ماہر لسانیات حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی صاحب قبلہ کی علمی مجلسوں میں بیٹھنے کا شرف ملتا رہتا تھا، آپ جب بھی سے جائس شریف تشریف لاتے آپ کے ارد گرد علم دوست علماء اور عوام کی بھیڑ لگی رہتی۔ڈاکٹر صاحب گاہے بگاہے دوران گفتگو دار العلوم کے ایک مدرس مولانا سے مخاطب ہو کر فرماتے :مولانا! کتاب کا ترجمہ کہاں تک پہنچا؟ مولانا صاحب مجمل جواب دے کر خاموش ہو جاتے پھر کسی اور بات کا ذکر چھڑ جاتا، ڈاکٹر صاحب قبلہ کے بار بار اس استفسار نے میرے دل میں اس کتاب کے مطالعہ کا داعیہ پیدا کیا اور ایک دن میں نے مولانا موصوف سے کتاب منگوا کر اس کا مطالعہ کیا تو کتاب بڑی اچھی لگی اور ترجمہ کے لائق معلوم ہوئی، میں نے اس کا ترجمہ کرنا شروع کر دیا، جب ربع اول کا ترجمہ ہو گیا تو ڈاکٹر صاحب سے اس کا تذکرہ کیا، بہت خوش ہوئے، دعائیں دیں اور فرمایا: ترجمہ کیجئے ، تصحیح وتقدیم میرے ذمہ چھوڑ دیجئے۔ اللہ کا بے پناہ کرم ہوا تاخیر سے ہی سہی ترجمہ مکمل ہوا

۔یہ کتاب سابق سعودی وزیر ڈاکٹر عبدہ یمانی کی تصنیف کردہ ہے اور نام ہے ”علموا اولادکم محبۃ اھل بیت النبی ﷺ“۔ڈاکٹر صاحب قبلہ نے اپنے وعدہ کے مطابق صرف تصحیح وتقدیم ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود خوردہ نوازی کی انتہا کردی اور خاص اس کتاب کے لیے آپ نے ایک ”اربعین“ [چالیس احادیث مبارکہ کا مجموعہ]مرتب فرمادیا جس کا نام ہے: نخبۃ الأربعین في محبۃ أہل البیت الطاہرین۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب قبلہ نے امام غزالی کی ”أیھا الولد“ اور امام حجر عسقلانی کی ”التعظیم والمنۃ فی ان ابوي رسول اللہ ﷺ فی الجنۃ“ترجمہ کرنے کے لیے عنایت فرمائی ،فقیر نے حکم کے مطابق ان رسالوں کا ترجمہ کردیا اور ڈاکٹر صاحب قبلہ نے اپنے وعدہ کے مطابق انکی لفظ بلفظ تصحیح فرمادی۔

ایک دن ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب قبلہ کے ہاتھوں میں کسی کرم خوردہ اور بوسیدہ عربی کتاب کی فوٹوکاپی کے چند اوراق ہیں اور آپ اسے بغور مطالعہ فرمارہے ہیں۔مجھے دیکھتے ہی ارشاد ہوا:”تم آگئے ،لو تمہارے لیے کام لایا ہوں“ یہ کہتے ہوئے آپ نے وہ اوراق مجھے عنایت فرمادیئے ۔میں نے ایک سرسری نظر ڈالی اور عرض کی حضور!یہ تو کرم خوردہ اور بوسیدہ کتاب کا عکس ہے کہیں کہیں اسکی عبارت صاف دکھتی نہیں ہے اور بعض جگہیں تو مسخ شدہ ہیں۔آپ نے فرمایا:شعبان کی چھٹی میں ترجمہ کے ساتھ علی گڑھ چلے آنا اصل نسخہ سے موازنہ کرکے تصحیح ہوجائیگی۔اصل میں یہ رسالہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی لائبریری میں ضائع شدہ کتابوں میں پڑاہوا تھا اسے میں نے کھوج نکالاہے اور لائبریری کے حوالہ کردیاہے۔چنانچہ حکم کے مطابق علی گڑھ

گیا، ترجمہ کی تصحیح کرائی، جہاں عبارت سمجھ میں نہ آئی اصل نسخہ سے موازنہ کر کے سمجھنے کی کوشش کی گئی اور اب یہ ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ فقیر سراپا تقصیر کے پاس ڈاکٹر صاحب قبلہ کی سپاس گزاری کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ اللہ ان کا سایہ ہم پر تا دیر قائم و دائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

اس مقام پر اگر میں جانشین حضور اشرف الاولیاء، تاج الاولیاء پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی سربراہ اعلی مخدوم اشرف مشن کا ذکر نہ کروں تو بات ادھوری رہ جائیگی۔ کیوں کہ آپ نے مجھ ناچیز کو دار العلوم جائس سے مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف بلایا اور ترجمہ کے اس عمل کو جاری رکھنے کے لیے، جانشین مخدوم العالم مرشد غوث العالم سیدنا سرکار نور قطب عالم نورالدین پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی زبان میں تصنیف کردہ رسالہ "انیس الغربا" مرحمت فرمایا اس طرح میں نے اپنے کاروان حیات کے لیے جس راستے کا انتخاب کیا تھا آج بھی یہ کارواں خراماں خراماں اسی راستے پر بزرگوں کے فیضان سے رواں ہے۔ اللہ کے کرم سے اس کتاب کا بھی ترجمہ مکمل ہو چکا ہے، تخریج و تحقیق کا کام جاری ہے، عنقریب اس عظیم ہستی کی اس اہم تصنیف کا اردو ترجمہ قارئین کے ہاتھوں میں ہو گا[انشاء اللہ]

مجھ جیسا کم سواد اور بے مایہ شخص حق ترجمہ کیا ادا کر سکتا ہے، اپنی محدود بساط و استطاعت کے مطابق جو کچھ بھی کیا ناظرین کے سامنے ہے، اس کی خوبی یا خرابی کے بارے میں ان ہی کا فیصلہ ناطق ہے۔ فقیر اپنی غلطیوں کی اصلاح کے لیے ہمہ وقت تیار ہے۔ اب ترجمہ کے بارے میں چند باتیں پیش ہیں:

(الف) خال خال دئے گئے کتاب کے حواشی کا ترجمہ اصل کتاب کے ترجمہ میں ضم کر دیا گیا ہے۔

(ب) کتاب میں جہاں کہیں قوسین (...) میں کچھ لکھا گیا ہے وہاں سے قوسین ہٹا کر صرف اس کا ترجمہ لکھ دیا گیا ہے تاکہ مصنف اور مترجم کے قوسین میں التباس نہ ہو۔

(د) ہر زبان وادب کے کچھ مخصوص تقاضے ہوتے ہیں، اسکو من وعن دوسری زبان میں ڈھالنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ خصوصا منقول منہ یعنی اصل زبان کے محاروں، روزمروں اور ضرب الامثال وکہاوتوں کو منقول الیہ یعنی مقصود زبان [ترجمہ کی زبان] کے محاذی محاوروں، روزمروں اور ضرب الامثال وکہاوتوں میں ڈھالنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے پیش نظر رسالہ کا چھٹا اور آخری باب کی عربی عبارتوں کو قارئین کے افادہ کے لیے ترجمہ کے ساتھ نقل کر دیا ہے، اس باب میں محاروں اور روزمروں کی روشنی میں خاموشی کے محاسن وخوبیوں کو "شذرات" کے عنوان سے اجاگر کیا گیا ہے۔

(د) ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنا خاصہ دشوار کام ہے وہ بھی عربی زبان کو جس میں خطابت کا عنصر غالب ہے اور جب کہ مترجم نے یہ تہیہ کر لیا ہو کہ مصنف کے مطالب ومفاہم، اس کے طرز بیان اور انداز نگارش کو باقی رکھا جائے اور کتاب کے کسی وصف کو نظر انداز نہ کیا جائے تو یہ کام اور دشوار ہو جاتا ہے، اس کے لیے بہت حد تک لفظی ترجمہ کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے زبان کی سلاست اور روانی قائم رکھنا نہایت دشوار ہو جاتا

ہے،لہذا پڑھتے وقت اگر قارئیں لطف زبان کی کمی محسوس کریں تو مترجم کی معذرت خواہی قبول فرمائیں۔

ہم شکر گزار ہیں محب گرامی حضرت علامہ مولانا عبد الودود مصباحی اشرفی استاذ مخدوم اشرف مشن کا جنھوں نے بڑی محنت سے رسالہ پر نظر ثانی فرمائی اور محب گرامی مولانا مزمل حسین صاحب زیدہ مجدہ مالک اجالا پریس کا جنھوں نے رسالہ کی نشر واشاعت کے لیے حوصلہ افزائی کی اور اپنے قیمتی وقت اور سرمایہ کی قربانی پیش کی ۔اللہ تعالی انکو دارین میں بہترین جزاعطافرمائے۔ آمین۔

فجزاهم الله تعالى جميعا عنا وعن سائر المسلمين جزاء جميلا ،وجمعنا واياهم مع أهل البيت الطيبين الطاهرين في جنات الفراديس،وجعلنا وايا هم مع النبيين و الصديقين والشهداء والصالحين وحسن أولئك رفيقا۔

عبد الخبیر اشرفی مصباحی

خادم درس وافتاء جامعہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ

سپروائزر اشرف الاولیاء انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، قطب شہر مالدہ۔ بنگال

مقدمہ ٔمؤلف

الحمد لِلّٰه والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد وعلی جمیع الأنبیاء والمرسلین وآلهم وصحبهم أجمعین۔

فضول گوئی اور سخن سازی نے نہ جانے کتنے قلعے ڈھادیئے ہیں، کتنے دلوں کو زخموں سے بھر دیاہے۔زبان نے نہ جانے کتنے جیل خانوں کو آباد کر دیا ہے اور کتنے مصائب وآلام اور آفات وبلیلات کو جنم دیاہے [اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے]اس کے باوجود بہت سے لوگوں نے فضول گوئی کرنا اپنی عادت بنالیاہے، گفتگو میں قیل و قال ان کا مشغلہ بن چکاہے اور بیہودہ گوئی کے وبال سے وہ یکسر غافل ہو چکے ہیں۔یہی وہ مشاہدات ہیں جنھوں نے مجھے ان پر حکمت باتوں کو جمع کرنے اور ان جواہر پاروں کو چننے کی طرف مائل کیا ہے۔میں نے ان جواہر پاروں کو[اس کتاب کو]خالص دین کی خدمت اور مسلمانوں کی پند ونصیحت کے لیے چھ ابواب میں مرتب کیاہے۔

مجھے یہ اعتراف ہے کہ باہمی گفت وشنید کے بڑے فائدے ہیں اور اسکی خوبیاں فزوں سے فزوں ترہیں۔چونکہ انسان بھی نقل وحرکت میں عام جانوروں کی طرح ہے اس کو دیگر جانوروں پر فضیلت وبرتری صرف زبان کی وجہ سے حاصل ہے جو ذہنی وفکری

مطالب کا ترجمان ہے، انسان پر اللہ عزو جل کی یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ خالد بن صفوان نے کہا ہے کہ: اگر زبان نہ ہوتی تو انسان کی حقیقت ایک ممثل صورت، بے مہار جانور اور ایک مہمل حالت سے زیادہ نہ ہوتی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ: خاموشی موت کا اثر ہے اور گویائی زندگی کی دلیل ہے۔ چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے:

خلق اللسان لنطقه وكلامه ☆ لا للسكوت وذاک حظ الأخرس

زبان کی تخلیق گویائی کے لیے ہوئی ہے خاموشی کے لیے نہیں، خاموشی تو گونگے کا حصہ ہے۔

ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے کہ:

مافی الكلام على الأنام أثام ☆ بل فيه عندي النقض والإبرام

ولولا الكلام لما تبينا الهدى ☆ وتعطلت فی دیننا الأحکام

فزن الكلام إذا أردت تكلما ☆ ودع الفضول ففی الفضول ملام

إن أنت لم ترشد أخاک إذا أتی ☆ فعلیک منه هجنه وأثام

والنطق أفضل من صمات متهم ☆ جاء الكتاب بذالک والإسلام

هذا البيان فلاتكن متماريا ☆ فالصمت عي والكلام نظام

کلام کرنے میں آدمی گنہگار نہیں ہو تا میرے نزدیک اس میں نسخ واثبات ہے۔ اگر کلام نہ ہو تا تو ہدایت کا بیان نہ ہو تا اور ہمارے دین کے احکام معطل ہو کر رہ جاتے۔ جب تم کلام کرنا چاہو تو نہایت موزوں کلام کرو فضول گوئی نہ کرو کہ اس میں ملامت ہی ملامت ہے۔ اگر تمہارا کوئی بھائی تمہارے پاس آئے اور اسے تم ہدایت نہ کرو تو اس کی بے رہروی

اور غلطی کا وبال تم پر بھی ہو گا۔ تہمت میں ڈالنے والی خاموشی سے کہیں بہتر باتیں کرنا ہے اسی درس کے لیے قرآن اور اسلام آیا ہے۔ یہ واضح بیان ہے لہذا جھگڑالو نہ بنو[اسی پر عمل پیرا رہو] کہ خاموشی عیب زبان ہے اور گویائی نظام ہے۔

خاموشی کے محاسن وفوائد

رسول کریم ﷺ کی احادیث روشنی میں

(۱) من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليصمت۔{بخاری ومسلم}

جو اللہ عزوجل اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ یا تو اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

(۲) هل يكب الناس في النار على وجوههم أو قال على مناخرهم إلا حصائد ألسنتهم۔{ترمذی}

انسان کو اس کی زبان کی بد کلامی ہی اوندھے منہ جہنم میں گراتی ہے۔

(۳) إن العبد ليتكلم بالكلمة ما يتبين فيها فينزل بها في النار أبعد ما بين المشرق والمغرب۔{بخاری ومسلم}

بندہ کبھی کوئی ایسی بات کہہ جاتا ہے جس کو وہ سمجھتا نہیں ہے اور اس کی وجہ سے وہ جہنم کی مشرق ومغرب کی دوری سے بھی زیادہ گہرائی میں گر جاتا ہے۔

(۴) ما من طامة إلا وفوقها طامة والبلاء مؤكل بالقول۔{حاکم}

ہر مصیبت سے بڑھ کر مصیبت ہے اور مصیبتیں زبان کی وجہ سے آتی ہیں۔

(۵) اِن العبد لیتکلم بالکلمۃ من رضوان اللّٰہ تعالی لا یلقی لھا بالا یرفع اللّٰہ تعالی بھا درجاتہ واِن العبد لیتکلم بالکلمۃ من سخط اللہ تعالی لا یلقی لھا بالا یھوی بھا فی جھنم ۔{بخاری}

بندہ کبھی اللہ کی رضامندی کی کوئی بات کرتا ہے حالانکہ اسکی طرف وہ توجہ بھی نہیں کرتا، مگر اللہ تعالی اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرمادیتا ہے، اور بندہ کبھی اللہ تعالی کی ناراضگی کی کوئی بات کرتا ہے حالانکہ اس کی طرف وہ دھیان بھی نہیں دیتا اور اس کی وجہ سے وہ جہنم میں گرجاتا ہے۔

(۶) قیل: یارسول اللہ! أي المسلمین أفضل؟ قال: ''من سلم الناس من یدہ و لسانہ''۔{بخاری و مسلم}

عرض کیا گیا: یارسول اللہ! مسلمانوں میں افضل کون ہیں؟ فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں''۔

(۷) من حسن اِسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ۔{ترمذی}

اچھا مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ لایعنی باتوں کو چھوڑدے۔

(۸) أنھاکم عن قیل وقال وکثرۃ السوال۔{مسند امام احمد}

میں تمھیں قیل و قال اور کثرت سوال سے منع کرتا ہوں۔

(۹) من حفظ ما بین فکیہ وفرجہ دخل الجنۃ۔{طبرانی}

جو اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۱۰) من سرہ أن يسلم فليلزم الصمت۔ {بیہقی}

جس کو سلامتی پسند ہو وہ خاموشی اختیار کرے۔

(۱۱) رحم اللہ امرءاً أصلح من لسانه۔ {ابن عدی}

اللہ تعالی اس بندہ پر رحمت نازل فرماتا ہے جس نے اپنی زبان کی اصلاح کرلی۔

(۱۲) اِن أکثر خطایا ابن آدم من لسانه۔ {بیہقی}

انسان کی اکثر غلطیاں زبان کی وجہ سے سرزد ہوتی ہیں۔

(۱۳) لکل مقام مقال ولکل زمان رجال۔ {ابن عدی}

ہر موقع کے مناسب بات ہوا کرتی ہے اور ہر زمانے کے مناسب افراد ہوا کرتے ہیں۔

(۱۴) ماأعطي عبد شراً من طلاقة لسانه۔ {دیلمی)

کسی بندے کو زبان کی تیزی سے زیادہ بری بات نہیں دی گئی۔

(۱۵) خیر المسلمین من سلم المسلمون من لسانه ویده۔ {طبرانی}

بہترین مسلمان وہ ہے جس کی زبان وہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(۱۶) کفی بالمرء اِثماً أن یحدث بکل ما سمع۔ {مسلم}

انسان کے گناہ گار ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی بات کو بیان کردے۔

(۱۷) الصمت سید الأخلاق ومن مزح استخف به۔ {دیلمی}

خاموشی اخلاق کا سب سے بلند درجہ ہے جس نے مزاح کیا اس نے اپنے آپ کو ہلکا کر لیا۔

(۱۸) رحم الله امرء اً تکلم فنعم أو سکت فسلم۔ {بیہقی}

اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو جب بولتا ہے تو فائدہ اٹھاتا ہے اور خاموش رہتا ہے تو سلامتی پاتا ہے۔

(۱۹) أمسک علیک لسانک۔ {ترمذی، نسائی}

اپنی زبان کو روکے رہو۔

(۲۰) طوبیٰ لمن ملک لسانه۔ {ابو نعیم}

اس کے لیے بشارت ہے جس نے اپنی زبان کو قابو میں رکھا۔

(۲۱) الصمت أرفع العبادة۔ {دیلمی}

خاموشی سب سے افضل عبادت ہے۔

(۲۲) الصمت حکم وقلیل فاعله۔ {دیلمی}

خاموشی روکنے والی ہے اور خاموش رہنے والے بہت کم لوگ ہیں۔

مذکور حدیث نمبر ۲۲/ میں ''حُکُم'' کا لفظ ہے، حکم کا معنی روکنا ہے، خاموشی کو اللہ کے رسول ﷺ نے روکنے والی قرار دیا ہے، اس لیے کہ یہ انسان کو لایعنی باتوں سے روکتی ہے۔

(۲۳) کان ﷺ یخزن لسانه إلا فیما یعنیه۔ {ترمذی}

نبی کریم ﷺ اپنی زبان کو کار آمد اور با مقصد باتوں کے علاوہ سے روکتے تھے۔

(۲۴) وکان طویل الصمت قلیل الضحک ۔ {مسند امام احمد}

نبی کریم ﷺ زیادہ تر خاموش رہتے اور کم ہنستے تھے۔

(۲۵) دع قیل وقال وکثرة السؤال وإضاعة المال۔ {طبرانی}

قیل و قال، کثرت سوال اور اضاعت مال سے باز رہو۔

(۲۶) من حفظ ما بین فکیه ورجلیه دخل الجنة۔ {ابویعلی موصلی}

جو اپنے دونوں جبڑوں اور دونوں پیروں کے درمیانی اعضاء[زبان اور شرم گاہ]کی حفاظت کریگا وہ جنتی ہو گا۔

(۲۷) من أراد أن یسلم فلیحفظ لسانه۔ {ابویعلی موصلی}

جو سلامت رہنا چاہے وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔

(۲۸) قولوا خیرا تغنموا واسکتوا عن شر تسلموا۔ {القاضی}

اچھی بات کہو فائدے میں رہوگے، بری بات سے خاموش رہو سلامتی پاؤگے۔

(۲۹) من حسب کلامه من عمله أقل الکلام إلا فیما یعنیه۔ {دیلمی}

جو اپنے کلام کو اپنا عمل سمجھے وہ با مقصد باتوں کے علاوہ کوئی کلام نہ کرے۔

(۳۰) إن السالم من سلم الناس من یده ولسانه۔ {مسند امام احمد}

سالم وہ ہے جو اپنی زبان وہاتھ سے لوگوں کو سالم رکھے۔

(۳۱) أکثر خطایا ابن آدم من لسانه۔ {طبرانی}

انسان کے اکثر گناہ اس کی زبان کی وجہ سے ہوا کرتے ہیں۔

(۳۲) أحب الأعمال إلى الله حفظ اللسان۔ {بیہقی}

اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بہتر عمل زبان کی حفاظت کرنا ہے۔

(۳۳) علیک بالصمت فیه تغلب الشیطان۔ {دیلمی}

خاموشی لازم کرلو اس میں شیطان کی شکست ہے۔

(۳۴) أفضل الصدقة حفظ اللسان۔ {رازی}

زبان کی حفاظت افضل ترین صدقہ ہے۔

(۳۵) المسلم من سلم المسلمون من یده و لسانه۔ {مسلم}

مسلمان وہ ہے جو اپنی زبان وہاتھ سے دوسرے مسلمان کو محفوظ رکھے۔

(۳۶) احفظ لسانک۔ {ابن عساکر} اپنی زبان کی حفاظت کرو۔

(۳۷) اخزن لسانک إلا من خیر۔ {طبرانی}

بھلائی کے علاوہ ہر بات سے اپنی زبان کو باز رکھو۔

(۳۸) البلاء مؤکل بالنطق۔ {القاضی} مصیبتیں گویائی کی دین ہیں۔

(۳۹) من یضمن لی ما بین لحییه ورجلیه أضمن له الجنة۔ {...}

جو مجھے اپنے دونوں داڑھ اور اپنے دونوں پیروں کے درمیان کے اعضاء [زبان اور شرم گاہ] کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

خاموشی کے محاسن وفوائد

انبیائے کرام علیہم السلام کے اقوال کی روشنی میں

حضرت لقمان نے ایک بار اپنے بیٹے سے کہا: اے عزیز! خیال رکھ! گویائی تیرے زیر نگیں رہے تو خاموشی کے زیر نگیں رہ، بولنے سے زیادہ سننے کا خواہش مند رہ، میں گفتگو پر بار بار شرمندہ ہوا مگر خاموش رہ کے ایک بار بھی شرمندہ نہ ہوا۔

حضرت لقمان علیہ السلام کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض ان کی نبوت کے قائل ہیں اور بعض ان کی ولایت کے قائل ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ حبشی غلام تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت بلال اور حضرت لقمان ”نوبہ“ (حبشیوں کا شہر) کے رہنے والے تھے، مگر یہ ثابت نہیں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام کو نبوت کی پیش کش کی گئی انھیں خوف ہوا کہ وہ بار نبوت اٹھا نہیں پائیں گے تو انھوں نے حکمت اختیار کرلی کیوں کہ ان کو یہی آسان معلوم ہوا۔ یہ قول غیر معقول ہے۔

ابراہیم بن مہدی نے حضرت لقمان کی مذکورہ بالا نصیحت کو اس طرح مفہوم کا جامہ پہنایا ہے۔

اِن کان یعجبک السکوت فاِنہ ٭ قد کان یعجب قبلک الأخیار

ولئن ندمت علی سکوتک مرۃ ٭ فلتندمن علی الکلام مرار

ان السکوت سلامۃ ولربما ٭ زرع الکلام عداوۃ وضرار

اگر خاموشی تم کو اچھی معلوم ہوتی ہے تو وہ تم سے پہلے اچھوں کو بھی اچھی معلوم ہوتی تھی۔اگر تم اپنی خاموشی پر ایک بار شرمندہ ہوگے تو گویائی پر بارہاشرمندہ ہوگے۔خاموشی میں سلامتی ہے اور گویائی اکثر دشمنی اور خسارے کا سبب بن جاتی ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام ہی سے حکایت ہے ، انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ:جان پدر!جو بروں کی صحبت اختیار کریگا وہ سلامتی نہیں پائیگا۔جو بری جگہ جائیگا وہ تہمت زدہ ہوگا اور جو اپنی زبان پر قابو نہیں رکھے گا وہ نادم وشرمسار ہوگا۔

الصمت زین والسکوت سلامة ★ فإذا نطقت فلاتکن مکثارا

ماإن ندمت علی سکوتی مرة ★ ولقد ندمت علی الکلام مرارا

خاموشی زیور ہے اور سکوت سلامتی ہے،جب بولنا چاہو تو زیادہ نہ بولو۔میں اپنی خاموشی پر کبھی شرمندہ نہ ہوا لیکن بولنے پر بارہاشرمندہ ہوا۔

حضرت سفیان سے مروی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ:اے جان عزیز!میں خاموشی پر ایک بار بھی شرمندہ نہیں ہوا،اگر گویائی چاندی جیسی ہے تو خاموشی سونا جیسی ہے۔

قالوا سکوتک حرمان فقلت لهم ★ ماقدر الله یأتینی بلانصب

ولو یکون کلامی حین أنشره ★ من اللجین لکانت الصمت من ذهب

لوگوں نے مجھ سے کہا کہ:آپ کی خاموشی محرومی ہے،میں نے ان سے کہا:اللہ نے جو میری تقدیر میں لکھا ہے وہ بلا کدو کاوش مجھے مل جائیگا۔میری باتوں سے اگر چاندی برسے تو میری خاموشی سونا سے کم نہیں ہے۔

حضرت لقمان ہی سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے صاحبزادے سے کہا ہے کہ: برخوردار! جب لوگ اپنے حسن تکلم پر فخر کریں تو تم اپنی حسن خاموشی پر فخر کرنا۔ ابن کثیر نے اپنے تاریخ "البدایہ والنہایہ" میں لکھا ہے کہ: حضرت لقمان کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے، ایک شخص آیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: کیا آپ وہی نہیں ہیں جو میرے ساتھ فلاں جگہ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اس نے کہا: پھر آپ اس منزل تک کیسے پہنچے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ آپ نے جواب دیا: سچی بات بولنے اور لایعنی باتوں سے خاموش رہنے کی وجہ سے......۔

لعمرک ما للعبد کالرب حافظ ☆ ولا مثل عقل المرء للمرء واعظ

لسانک لا یلقیک فی الغی لفظہ ☆ فإنک ماخوذ بماأنت لافظ

تیری عمر کی قسم! رب جیسا بندے کا کوئی محافظ نہیں اور عقل جیسا انسان کا کوئی ناصح نہیں۔ دیکھنا! تمہاری باتیں کہیں تمہیں ہلاک نہ کر دے کیوں کہ تمھیں اپنی باتوں کا حساب دینا ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: پیارے! کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو پتھر سے زیادہ سخت، سوئی کی نوک سے زیادہ چبھنے والی، ایلوا [ایک پیڑ کا کڑوا عرق] سے زیادہ کڑوی اور انگارے سے زیادہ گرم ہوتی ہیں۔ بلاشبہ دل کھیت کی مانند ہے اس میں اچھی باتوں کا بیج ڈالو اگر کُل نہ اُگے تو کچھ تو ضرور اُگ آئیں گے۔

حکایت ہے کہ حضرت لقمان سے پوچھا گیا کہ: آپکے دل میں کون سا کام زیادہ جچتا ہے؟ فرمایا: لایعنی باتوں سے گریز کرنا۔

عود لسانک قول الخير تنج به ⋆ من زلة اللفظ أو من زلة القدم

واحذر لسانک من خل تنادمه ⋆ اِن النديم لمشتق من الندم

اپنی زبان کو بہتر بات کہنے کی عادی بناؤ اس سے تمھیں لغزش زبان اور لغزش قدم دونوں سے نجات ملے گی۔ اپنی زبان کو شرمندہ کرنے والے دوستوں سے بچائے رکھو کہ ندیم [دوست] کا لفظ ندامت سے مشتق ہے۔

حضرت ربیعہ سے مروی ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ایک روز حضرت لقمان حکیم کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ: لقمان حکیم کو جو مال ومتاع، اہل واولاد، حسب ونسب اور صفات وخصال سے نوازا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ خاموش مزاج اور چپ رہنے والے شخص تھے۔ دیر تک سوچتے تھے اور گہرائی وگیرائی سے سوچتے تھے۔ وہ دن میں کبھی سوتے نہیں تھے، کسی نے ان کو تھوکتے کھکھارتے، پیشاب وپاخانہ کرتے، نہاتے دھوتے اور ہنسی مذاق کرتے نہیں دیکھا۔ وہ اپنی کسی بات کو دہراتے نہیں تھے مگر جب کوئی حکمت کی بات کرتے اور کوئی ان سے وہ بات دہرانے کا سوال کرتا، تو وہ اس کو دوبارہ بول دیتے تھے۔ ان کی شادی ہوئی ، ان سے بچے ہوئے، جب انکے بچوں کا انتقال ہو گیا تو وہ بالکل نہیں روئے، وہ بادشاہوں کو چھوڑ حکیموں کے پاس آکر بیٹھا کرتے تھے تاکہ دیکھیں، غور وفکر کریں اور عبرت حاصل کریں۔ انھیں جو کچھ ملا انھیں خوبیوں کی وجہ سے ملا۔

حضرت خالد ربعی نے کہا ہے کہ: حضرت لقمان حبشی غلام تھے، ایک بار ان کے آقا نے ان کو ایک بکری دی اور کہا: اس کو ذبح کر کے اس کے دو اچھے ٹکڑے کاٹ کر لے

آؤ،تو وہ زبان اور دل لیکر آئے، پھر ان کے آقانے دوسری بکری دی اور کہا:اسے ذبح کر کے اسکے دو برے ٹکڑے لے آؤ تواس بار بھی وہ زبان اور دل لے کر آئے۔آقانے جب ان سے اس بارے میں وضاحت طلب کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ:جب یہ دونوں اچھے ہوں توان سے بہتر کوئی چیز نہیں اورجب یہ دونوں برے ہوں تو ان سے بدتر کوئی چیز نہیں۔

حضرت لقمان کے اس قول کی تائید ہمارے آقاروحی فداہ ﷺ کے اس فرمان عالیشان سے ہوتی ہے:"ألا وإن فی الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد کله وإذا فسدت فسد الجسد کله ألا وهی القلب"خبر دار!بلاشبہ جسم میں گوشت کاایک لوتھڑاہے جب وہ ٹھیک رہتاہے توپوراجسم ٹھیک رہتاہے اور جب وہ بگڑ جاتاہے تو پوراجسم بگڑجاتاہے اوروہ دل ہے۔

زہیر نے کیاخوب کہاہے:

لسان الفتی نصف ونصف فؤاده ☆ فلم یبقی إلا صورة اللحم والدم

انسان کا آدھاحصہ زبان اورآدھادل ہے اسکے علاوہ جو کچھ ہے وہ گوشت اور خون کی صورت ہے۔

ایک دوسرے شاعر نے کہاہے کہ:

وما المرء إلا أصغریه لسانه ⋆ ومعقوله والجسم خلق مصور

فأن نظرة راقتک فاحذر فربما ⋆ امر مذاق العود والعود اخضر

☆

انسان تو صرف دو چھوٹے عضو کا نام ہے، زبان اور عقل، باقی جسم ایک مصور کی تخلیق ہے۔ اگر نظارہ تم کو خوشگوار معلوم ہوتا ہے تو اس سے بچو، اس لیے کہ لکڑی سبز ہوتی ہے اور اس کا مزہ کبھی تلخ ہوتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت لقمان حکیم ایک بار حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے، اس وقت وہ زرہ بنارہے تھے، یہ دیکھ کر حضرت لقمان کو تعجب ہونے لگا، اس نے چاہا کہ حضرت داؤد سے پوچھیں مگر انکی حکمت اڑے آگئی اور انھوں نے زرہ کے بارے میں کوئی دریافت نہیں کی اور نہ کوئی سوال کیا۔ جب زرہ تیار ہوگئی تو حضرت داؤد علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اس کو زیب تن کیا پھر خود سے فرمایا کیا خوب جنگی زرہ ہے اور اسکا کاریگر کتنا اچھا ہے!

حضرت لقمان نے کہا کہ: خاموشی حکمت ہے اور خاموش رہنے والے کم ہی ہوتے ہیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت لقمان حکیم ایک سال تک حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس زرہ کے بارے میں پوچھنے کے ارادے سے آتے جاتے رہے، جب حضرت داؤد علیہ السلام زرہ کی بُنائی سے فارغ ہوئے اور اس کو زیب تن کر کے فرمایا: جنگ کے لیے یہ زرہ کتنی اچھی ہے تو حضرت لقمان نے فرمایا: خاموشی حکمت ہے اور خاموش رہنے والے بہت کم ہی لوگ ہوا کرتے ہیں۔

ابن وہب سے مروی ہے کہ عبد اللہ ابن عیاش فتیانی نے حضرت عمر کے غلام حضرت عفرہ کے واسطہ سے کہاہے کہ: حضرت لقمان حکیم کے پاس ایک شخص آیااور پوچھا کہ: آپ لقمان ہیں؟ آپ بنو جسحاس کے غلام ہیں؟جواب دیا:ہاں،پوچھا: آپ بکریوں کے وہی کالے چرواہاہیں؟جواب دیا میرا سیاہ رنگ تو ظاہر ہے پھر میرے بارے میں آپ کو تعجب کس چیز سے ہورہاہے؟ کہا: دور ودراز سے لوگوں کا آپکے پاس آنا، آپ کے دروازے کے پاس لوگوں کی بھیڑ لگنااور آپ کی باتوں سے ان کاخوش ہونا۔ فرمایا:میرے عزیز !جو میں آپ سے کہوں اگر آپ بھی ویسا کرنے لگیں تو آپ بھی میری طرح ہوجائیں گے۔ حضرت لقمان نے فرمایا کہ:میرا اپنی نگاہوں کو نیچی رکھنا،زبان پر کنٹرول رکھنا،پاک وصاف خوراک لینا،اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا،اپنا عہد پوراکرنا،اپنے مہمانوں کی عزت واکرام کرنااور لایعنی باتوں کو چھوڑ کر اپنے آپ کی حفاظت کرنا،ان ہی باتوں نے مجھے اس مقام تک پہنچایاہے جو تم دیکھ رہے ہو۔

عبد الرحمان ابن یزید بن جابر نے کہاہے کہ: اللہ تعالی نے لقمان حکیم کو ان کی حکمت کی وجہ سے اونچا مقام عطا کیاہے۔ایک بار ان کے ایک شناسا شخص نے ان کو دیکھاتو کہا کہ: کیا آپ فلاں کے غلام نہیں ہیں جو کل تک بکریاں چرایا کرتے تھے؟جواب دیا: جی ہاں،اس نے پھر پوچھا: تو پھر آپ کس سبب سے اس مقام تک پہنچے جو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہاہوں؟جواب دیا: اللہ تعالی کی قدرت، صدق کلام اور لایعنی باتوں کوترک کردینے کی وجہ سے......۔

اور موطا میں ہے کہ: ایک بار حضرت لقمان حکیم سے پوچھا گیا کہ: آپ کو کونسی چیز مل گئی کہ لوگ آپ کے فضل کے جویاں رہتے ہیں؟ فرمایا: صدق کلامی، امانت داری اور بے مطلب کی باتوں سے کنارہ کشی۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کس حال میں صبح کرتے ہیں؟ فرمایا: جس کی جان دوسرے کے قبضہ میں ہو وہ کس حال میں صبح کر سکتا ہے!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا کہ: "ذکر خدا کے علاوہ کوئی بات زیادہ نہ بولا کرو، ورنہ تمہارا دل سخت ہو جائیگا اور سخت دل اللہ تعالی سے دور ہو جاتا ہے تمہیں اس کی خبر نہیں"۔

ابو مطیع نے اسی مفہوم کو اس طرح ادا کیا ہے:

عود لسانک ذکر اللہ تقویۃ ★ وبالغدو وبالاٰصال تحمیدا

وذکرک الناس نتن فیہ مَسقمۃ ★ وذکر مولاک منہ رمَت قندیدا

خداوند تعالی کے خوف سے اپنی زبان کو صبح وشام اسکا ذکر اور اسکی حمد کرنے کی عادی بناؤ۔ تمہارا لوگوں کی تعریف کرنا ایسی بدبو ہے جس میں بیماری ہی بیماری ہے اور تمہارا اپنے مولی کی تعریف کرنا ایسا کافور ہے جس میں خوشبو ہی خوشبو ہے۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی وصیتوں میں سے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ: "اے بنو اسرائیل! اپنے پیٹ میں صرف پاک چیزیں ڈالو اور اپنے منہ سے صرف اچھی باتیں نکالو"۔

روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو بہت زیادہ خاموش رہنے لگے، آپ سے جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ: ”بولنے ہی کی وجہ سے تو میں مچھلی کے پیٹ کے اندر گیا“۔

بقول امرء القیس:

اِذا المرء لم یخزن علیه لسانه ☆ فلیس علی شئ سواه یخازن

جب انسان اپنی زبان کی حفاظت نہ کرے تو وہ کسی چیز کا محافظ نہیں ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ: ”جب تم تنہا رہو تو اپنے دل کی حفاظت کرو اور جب لوگوں میں رہو تو اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ جب دستر خوان پر رہو تو اپنے پیٹ کی حفاطت کرو اور جب راہ چلو تو اپنی نگاہوں کی حفاظت کرو۔ یہ باتیں صحت وسلامتی کی ضامن ہیں“۔

حضرت عیسی علیہ السلام سے مروی ہے کہ: جو بات ذکر الہی سے خالی ہو وہ بیکار ہے، جو خاموشی فکر وتدبر کے بغیر ہو وہ غفلت ہے اور جو نظر عبرت کے لیے نہ ہو وہ لہو ہے۔ تو خوش نصیب وہ شخص ہے جسکی گفتگو ذکر الہی ہو، جسکی خاموشی فکر وتدبر ہو اور جسکا دیکھنا عبرت ہو۔

اغتنم رکعتین فی ظلمة اللیل ⋆ اِذا کنت فارغا مستریحا

واِذاهممت فی الخوض بالبا ⋆ طل فاجعل مکانه تسبیحا

فاغتنام السکوت أفضل من خو ⋆ ض واِن کنت بالحدیث فصیحا

جب تم [سارے کاموں سے]فارغ ہو کر آرام کرنے جاؤتو رات کی تاریکی میں دو رکعتیں پڑھ لیا کرو۔جب تم باطل کے بارے میں سوچنے کا ارادہ کرو تو بجائے اس کے تسبیح پڑھ لیا کرو۔[باطل کے بارے میں]غور و فکر کرنے سے خاموش رہنا غنیمت ہے اگر چہ تم کو فصیح بات کہنے پر قدرت ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ: دل کی دانائی اور جہالت کا مبداء کیا ہے ؟فرمایا:''زبان''۔عرض کیا گیا:خاموش کب رہنا چاہیے ؟جواب دیا:''اپنے سے زیادہ علم والوں کے پاس اور جاہلوں کے پاس جب وہ تمہارے پاس آکر بیٹھیں۔

تعاهد لسانک اِن اللسان * سریع اِلی المرء فی قتله

وهذا اللسان برید الفؤاد * یدل الرجال علی عقله

اپنی زبان کی حفاظت کر اس لیے کہ وہ بہت جلد انسان کو قتل کرا دیتی ہے۔زبان دل کی پیغام رساں ہے جو لوگوں کو اس کی عقل کی خبر دیتی ہے۔

خاموشی کے محاسن وفوائد

صحابہ کرام اور علمائے عظام کے اقوال کی روشنی میں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ: چار خصلتیں جہالت سے ہیں: ایسے شخص پر غصہ ہونا جو اس کو راضی کرنے کی کوشش نہ کرے، ایسے لوگوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا جو اس کو قریب نہ کریں، ایسوں کی پناہ لینا جو اس کے لیے کافی نہ ہو اور بلا مطلب کی باتیں کرنا۔

إذا ما لسان المرء أكثر هذره ☆ فذاك لسان بالبلاء مؤكل

اذا شئت أن تحيا عزيزا مسلما ☆ فدبر وميز ما تقول وتفعل

جب انسان کی زبان زیادہ فضول گو ہو جائے تو ایسی زبان کی وجہ سے مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ جب تم اچھے مسلمان بن کر زندگی گزارنا چاہو تو اپنے قول و فعل میں غور و فکر اور امتیاز کرو۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: بندہ کی طرف اللہ تعالی کے متوجہ نہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بندہ کو فضول کاموں میں مشغول کر دیتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: "تمہاری زبان تیز کاٹنے والی تلوار ہے جس کی ابتداء تجھ سے ہی ہو گی۔ اور تمہاری بات ٹھیک نشانہ پر لگنے والا تیر ہے جو

تیری ہی طرف لوٹ آئیگا۔ تو بات کرنے میں معتدل رویہ اختیار کر اور ایسی باتوں سے بچ جو لوگوں کے دلوں میں غصہ بھڑکانے والی ہوں۔

ابن معتز نے کہا ہے کہ:

أيا رب ألسنة كالسيوف ★ تقطع أعناق أصحابها

وكم دهى المرء في نفسه ★ فلا تؤكلن بأنيابها

بہت ساری زبانیں تلواروں کی مانند ہوتی ہیں جو صاحب زبان ہی کی گردنیں اڑادیتی ہیں۔ نفس انسانی بہت چالاک ہے، اس کے تیز دانتوں پر ہر گز بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: جس گفتگو میں ذکر خدا نہ ہو وہ لغو ہے ، جس خاموشی میں فکر نہ ہو وہ سہو ہے اور جس نگاہ میں عبرت نہ ہو وہ لہو ہے۔

روایت ہے کہ: ایک شخص حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا: اے ابو عبد الرحمان! مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ آپ نے فرمایا: "اپنے گھر چلا جا ، اپنی زبان کی حفاظت کر اور اپنے گناہوں پر گریہ وزاری کر"۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ماثور ہے کہ: جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے سارے اعضاء زبان سے گزارش کرتے ہیں کہ: ہم تجھ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ تو ٹھیک رہ اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو جائیگی تو ہم ٹیرھے ہو جائینگے۔

طبرانی نے ''معجم کبیر''میں اور بیہقی نے ''شُعَب الایمان''میں حضرت ابووائل کے واسطے سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث دی ہے کہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صفا پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے اور اپنی زبان پکڑ کر کہنے لگے کہ: ''اے زبان! اچھی بات کہہ فائدے میں رہے گی، بری باتوں سے خاموشی اختیار کر شرمندہ ہونے سے بچ جائیگی''۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''ابن آدم کی اکثر غلطیاں زبان کی وجہ سے ہوا کرتی ہیں''۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: لایعنی باتیں نہ کرو، اپنے دشمن سے الگ تھلگ رہو اورامانت دار دوستوں کے علاوہ سارے دوستوں سے احتیاط کرو۔ امانت دار وہی ہو سکتاہے جو خدائے تعالی سے خوف کرے۔ بروں کے ساتھ نہ چلو وہ اپنی برائی میں تم کو بھی مبتلا کر دیگا، اس کو اپنے راز سے واقف نہ کرواور اپنے معاملات میں اللہ عزوجل سے ڈرنے والوں ہی سے مشورہ کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اللہ عزوجل نے زخم پہنچانے والی کسی چیز کو اتنا مضبوط قلعہ میں مقید نہیں فرمایا جتنا مضبوط قلعہ میں زبان کو مقید فرمایاہے۔ زبان کے سامنے دانت ہیں اور دانتوں کے سامنے ہونٹ، زبان کے پیچھے بند حلق کا کواہے اور کوائے حلق کے پیچھے دل۔ لہذا اللہ سے ڈرواور اس قیدی کو رہا نہ کرو، جس نے اس کو رہائی نہ دی وہ اسکی برائی سے محفوظ ومامون ہو گیا۔

سجن اللسان هو السلامة للفتى ⋆ من كل زلة لها استئصال

اِن اللسان اِذا حللت عقاله ⋆ ألقاك في شنعاء ليس تقال

زبان کو مقید رکھنے میں ہی انسان کی سلامتی ہے کہ اس کی ہر لغزش بیخ کن ہے۔زبان کی بیڑیاں اگر تم کھول ڈالوگے تو وہ ناگفتہ بہ برائیوں میں تم کوڈال دے گی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ: یہی ہے جس نے مجھ کو مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ان کے وصال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: آپ کی زبان نے آپ کو کہاں ڈالا؟ فرمایا: ''اس نے 'لا اِلہ اِلا اللہ' کہا اور مجھ کو جنت میں ڈال دیا''۔

منع اللسان من الکلام لأنه ☆ هدف البلاء وجالب الأفات

فإذا نطقت فکن لربک ذاکرا ☆ لاتنسه واحمد فی الحالات

اپنی زبان کو فضول گوئی سے بچاؤ اس لیے کہ وہ بلاؤں کا سرچشمہ ہے اور آفتیں لانے والی ہے۔جب زبان کھولو تو ذکر خدا میں کھولو، اس کو فراموش نہ کرو ہر حال میں اس کی تعریف کرو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں روئے زمین پر لمبی قید کا سزاوار اگر کوئی ہے تو وہ زبان ہے۔

لعمرک ماشئ عملت مکانه ☆ أحق بسجن من لسان مدلل

علی فیک مما لیس یعنیک شأنه ☆ بقفل وثیق حیث کنت فاقفل

فرب کلام قد جری من ممازح ☆ فساق إلیه سهم حتف معجل

والصمت خیر من کلام ممازح ☆ فکن صامتا تسلم وإن قلت فاعدل

لاتک فی جنب الأخلاء مفرطا ☆ وان کنت ابغضت البغیض فاجمل

فانک لاتدری متی أنت مبغض ☆ حبیبک أو تھوی بغیضک فاعقل

تمہاری قسم! زبانِ جری سے زیادہ کوئی چیز قید کی حق دار نہیں ہے۔ وہ تمہارے منہ سے ایسی باتیں نکالتی ہے جو فضول ہیں، اس کے لیے مضبوط تالا ہی کی ضرورت ہے لہذا جہاں کہیں رہو تو اس پر تالا لگا کر رکھو۔ بہت ساری باتیں ہنسی مذاق میں نکل جایا کرتی ہیں جن کی وجہ سے بولنے والا بہت جلد تیر مرگ کا نشانہ بن جاتا ہے۔ خاموشی مزاحیہ کلام سے بہتر ہے لہذا خاموش ہی رہو نجات پاؤ گے، اور اگر بولو میانہ روی اختیار کرو۔ دوستوں کی جھرمٹ میں حد سے زیادہ خوش نہ رہو اور لائق نفرت سے نفرت کا اظہار کرنا ہو تو محبت کے انداز میں کرو اس لیے کہ تمہیں نہیں معلوم کہ تم اپنے دوست سے کب دشمنی کرنے لگو گے اور اپنے دشمن سے کب دوستی کرنے لگو گے [لہذا غور و فکر سے کام لو]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کو دیکھا تو فرمایا: 'اے نوجوان! اگر تو تین چیزوں کی برائی سے بچ گیا تو جوانی کی برائی سے بچ گیا، زبان، شرمگاہ اور پیٹ'۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے کہا کہ: اے جان پدر! اپنی زبان کی خوب حفاظت کر کیوں کہ زیادہ تر مصیبتیں زبان ہی کی مرہون منت ہیں۔

حضرت قبیصہ بن ذویئب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی بات بیان کی تو آپ نے فرمایا: 'اے قبیصہ! تو تیز زبان، کشادہ دل انسان ہے لہذا زبان کی لغزشوں سے بچ'۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ:'میں تم کو فضول گوئی سے ڈراتاہوں'۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:'قدموں کی لغزش کی بھرپائی ہوسکتی ہے ،زبان کی لغزش باقی رہتی ہے اس کی بھرپائی نہیں ہوپاتی'۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:انسان کی شناخت اسکی زبان سے ہے نہ کہ اس کے لباس سے۔

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ،انھوں نے کہا کہ:'جب تم اپنے دل میں سختی محسوس کرو،اپنے بدن میں کمزوری کا احساس ہو اور اپنے رزق میں حرماں نصیبی کا سامنا ہو تو سمجھ لو کہ تم نے فضول گوئی کی ہے'۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ:"زیادہ خاموشی سے ہیبت پیدا ہوتی ہے"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:اگر کہیں نحوست ہے تو زبان ہی میں ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ:زیادہ بلیغ کون ہے؟فرمایا:"جو فضول گوئی نہ کرے اور مختصر کلام کرے"۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ سے فرمایا کہ:'جب بولنا کم بولنا،جب مانگنا کم مانگنا،یعنی کثرت کلام اور کثرت طلب سے پرہیز کرنا اس لیے کہ یہ عقلمندوں کے لیے عیب ہے اور جاہلوں کے لیے ہلاکت ہے'لہذا عاقل

کے لیے ضروری ہے کہ فضول گوئی اور بیہودہ گوئی سے پرہیز کرے کیوں کہ بیہودہ گوئی کے برابر کوئی چیز نقصان دہ نہیں ہے۔اس سے یاتو متکلم لغزش کھا جاتا ہے یا سامع اکتا جاتا ہے۔فضول گوئی اگرچہ درست اور ٹھیک بات ہو پھر بھی اس سے سامع اکتا جاتا ہے اور بسا اوقات بیہودہ گوئی سے جھگڑا و فساد اور نا اتفاقی پیدا ہو جاتی ہے۔

اِن القلیل من الکلام بأھله ★ حسن واِن کثیرہ ممقوت

مازل ذوصمت ومامن مکثر ★ اِلا یزل ومایعاب صموت

اِن کان ینطق ناطق من فضة ★ فالصمت دُرزانه الیاقوت

متکلم کے لیے کم بولنا اچھا ہے ،زیادہ بولنا نفرت انگیز ہے۔خاموش رہنے والا لغزش نہیں کھاتا اور زیادہ بولنے والا لغزش کھاجاتا ہے اور خاموش رہنے والے پر کوئی عیب بھی نہیں لگتا۔اگرچہ بولنے والا چاندی جیسی بات کرتا ہو لیکن خاموشی ایسا موتی ہے جسے یاقوت نے مزین کیا ہے۔

حضرت خارجہ بن مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ :میں حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیس سال سے زیادہ عرصہ رہا لیکن میرے علم کے مطابق شاید ہی فرشتوں نے ان کی کوئی غلطی لکھی ہو۔

حضرت یحی قطان نے کہا ہے کہ:حضرت ابن عوف کو حفظ لسان ہی کی وجہ سے لوگوں کی سرداری ملی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مصاحب حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے کہاہے کہ: اے ربیع! بے مقصد باتیں نہ کرنا کیوں کہ جب تم کوئی بات کرتے ہو تو تم اس کے قابو میں ہو جاتے ہو وہ تمہارے قابو میں نہیں ہوتی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے یہ اشعار ہیں:

احفظ لسانک أیھا الإنسان ★ لا یلدغنک أنه ثعبان

کم فی المقابر من قتیل لسانه ★ کانت تھاب لقاء ہ الشجعان

اے لوگو! تمہاری زبان اژدھاہے اس سے اس طرح اپنی حفاظت کرو کہ وہ تم کو ڈسنے نہ پائے۔ قبر میں بہت سے ایسے لسان گزیدہ پڑے ہوئے ہیں جن کا سامنا کرنے سے بڑے بہادر بھی گھبراتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الأم، کہاہے کہ: جب تم کوئی بات کرنا چاہو تو ضروری ہے کہ پہلے اپنی بات میں غور وفکر کرلو اگر کوئی مصلحت نظر آئے تو بولو اور اگر شک ہو تو جب تک مصلحت نہ ہو خاموش رہو۔

کسی عالم کا قول ہے کہ: بولنے کے لیے چار شرطیں ہیں جو انھیں نظر انداز کرے گا لغزش کھائیگا۔ پہلی شرط یہ ہے کہ کلام کا کوئی داعی وسبب ہو جو بولنے پر مجبور کرے خواہ یہ سبب حصول نفع کے لیے ہو یا دفع ضرر کے لیے...... جس کلام کا کوئی سبب نہیں ہوتا وہ بے معنی ہے، کیوں کہ بلا سبب وداعی خود بخود کلام کرنا اپنی جہالت وکمزوری کا ثبوت فراہم کرنا ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ موقع ومحل کے لحاظ سے کلام کیا جائے بے محل وبے موقع بات نفع بخش نہیں ہوتی، اس وقت یہ مہمل ہو کر رہ جاتی ہے کہ ہر بات کا ایک محل ہے اور ہر کام

کا ایک وقت ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ حاجت وضرورت کی مقدار بات کی جائے کیوں کہ اگر بمقدار ضرورت بات نہ ہو گی تو کمی کی صورت میں ضرورت پوری نہ ہو گی اور کثرت کی صورت میں فضول گوئی ہو گی۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ بولنے میں فصیح اور شائستہ الفاظ کا استعمال کیا جائے کیوں کہ ناپسندیدہ اور ناقص الفاظ سامع کے لیے باعث نفرت ہوتے ہیں۔

کسی نے اپنے لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ: بولو تو فصیح زبان کا استعمال کرو اس لیے کہ الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ فصاحت کی مثال خوبصورت سر کی طرح ہے جو خوبصورت چہرے پر ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ: فصاحتِ بیان ہی کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے والی ہوئے اور زمام امت ان کے ہاتھ میں آئی۔ عزیز مصر نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کی فصاحت زبان اور حسن بیان کو دیکھا تو ان کا رتبہ بلند کیا اور ان کی عزت وتوقیر بڑھائی۔ ہمارے آقا رسول کریم روحی فداہ ﷺ حسین وجمیل تھے اور آپ کی زبان فصیح وبلیغ تھی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

تکلم وسدد ما استطعت فإنما ★ کلامک حي والسکوت جماد

فإن لم تجد قولا سدیدا تقوله ★ فصمتک عن غیر السداد سداد

جہاں تک ہو سکے درست بولو، اس لیے کہ کلام زندگی ہے اور خاموشی موت ہے۔

اگر درست بولنے کے لیے موزوں الفاظ نہ ملے تو ناشائستہ الفاظ کے بولنے سے خاموشی ہی بہتر ہے۔

انسان کو سارے جانوروں پر فصاحت بیان ہی کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے، لہذا جو فصیح بات نہ کرے وہ جانوروں میں شمار کیا جائے گا۔ بہت سے لوگ ڈیل ڈول میں نہایت حسین اور پرُ وقار معلوم ہوتے ہیں ،ان کی ظاہری شکل وصورت کو دیکھ کر ہم ان کو افلاطون زمانہ خیال کرتے ہیں جب وہ بولنے لگتے ہیں تو ان کی ہیبت وجلالت کا پول کھل جاتا ہے، ان کا درجہ گھٹ جاتا ہے اور ان کی جہالت عیاں ہو جاتی ہے۔

زبان علمِ سینہ کی ترجمان ہوا کرتی ہے جو انسان کی مائیگی کا اظہار کرتی ہے اور اس کے پوشیدہ رازوں سے پردہ اٹھا دیتی ہے، سو جس کا علم سینہ اچھا ہے اس کی زبان اچھی اور اس کے بیان میں چاشنی ہوتی ہے ورنہ بے مزہ ہوتی ہے۔

ألم تر مفتاح الفؤاد لسانه ⋆ إذا هو أبدى مايقول من الفم

وكأن ترى من صامت لک معجب ⋆ زيادته أو نقصه في التكلم

لسان الفتى نصف ونصف فؤاده ⋆ فلم يبق إلا صورة اللحم والدم

کیا آپ نہیں جانتے کہ زبان دل کی کنجی ہے اور اس کا ترجمان ہے، بہت سے خاموش مزاج آدمی تمھیں بھلے معلوم ہوتے ہیں، جبکہ ان کے عیب وہنر کا پتہ انکی گفتگو سے لگتاہے۔ آدمی کا آدھاحصہ زبان اور آدھادل ہے اس کے علاوہ صرف گوشت وپوست اور خون کی شکل وصورت ہے۔

کسی عقلمند آدمی نے کہاہے کہ: 'زبان رازبستہ ہائے دل کی ترجمان ہے جو دل کے پوشیدہ خزانوں کاپتہ دیتی ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایاہے کہ: زبان اللہ عزو جل کی عظیم نعمتوں اور مہربانیوں میں سے ایک ہے ، اس کا حجم مختصر ہے اور اسکی طاقت و حرمت بہت بڑی ہے، اسی کے ذریعہ کلام وایمان کا اظہار ہوتا ہے، جو بات بھی قلم لکھتا ہے خواہ وہ حق ہو یا باطل زبان اس کا اظہار کرتی ہے ، یہ خصوصیت بدن کے کسی اور حصہ میں نہیں پائی جاتی، اس لیے کہ ہر عضوبدن کا استعمال ایک مخصوص فائدہ کے لیے ہوتا ہے [زبان کے بہت سے فوائد ونقصانات ہیں] اگر اس کو بے مہار چھوڑ دیاجائے تو شیطان اس پر قابو پالیتاہے، اس کی شرارت سے اسی وقت نجات مل سکتی ہے جب کہ اس کو شریعت کی لگام دی جائے، اس کا دائرۂ عمل انھیں چیزوں کے درمیان محصور رکھاجائے جو دنیاوآخرت میں نفع دینے والی اور ہلاکت میں ڈالنے سے روکنے والی ہو۔ انسان کے اعضاء بدن میں سب سے زیادہ نافرمان زبان ہوتی ہے چونکہ زبان کو حرکت دینے میں نہ کوئی مشقت اٹھانی پڑتی ہے اور نہ اس کے کھولنے میں کوئی تکلیف جھیلنی پڑتی ہے۔ آفات زبان اور اسکی چال بازیوں سے گریز کرنے سے مخلوق خدا سست ہوچکی ہے اور اس کے دام تزویر اور عیاری کے پھندہ سے بے خوف ہوچکی ہے۔

احفظ لسانک لاتقول فتبتلی ★ ان البلاء مؤکل بالمنطق

اپنی زبان کی حفاظت کرو [فضول] گوئی نہ کروکہ آزمائے جاؤ بلاشبہ مصیبتیں زبان ہی کی دین ہیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ: جو زیادہ بات کرتا ہے اس سے لغزشیں زیادہ سرزد ہوتی ہیں، جسکے مال زیادہ ہوتے ہیں اس کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں اور جسکے اخلاق برے ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرلیتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اپنے دشمن کی طرف لوہے کا تیر چلانے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس پر اپنی زبان کا تیر چلاؤں کہ زبان کا نشانہ چوکتا نہیں ہے جبکہ تیر نشانے پر لگ بھی سکتا ہے اور نہیں بھی لگ سکتا ہے۔

لأن أرمی بسھمی یاقرین ★ أحب الی من طعن الطعین

کلوم السھم لایبقی طویلا ★ وینسی مسھا من بعد حین

وماجرح اللسان فلیس یبرا ★ ونألم قرحھا بعد السنین

ویخطی النبل احیانا ویغدوا ★ الی نحو الیسار من الیمین

ولیس الطعن یعدوا من یراہ ★ وینفذ داخل القلب الکبین

اے دوست! طعنہ پردازوں کی طعنہ پردازی سے زیادہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں تیروں سے زخمی کیا جاؤں، کہ تیروں کے زخم زیادہ دنوں تک باقی نہیں رہتے اور اس کے نشان زخم کچھ دنوں کے بعد مٹ جاتے ہیں، زبان کے زخم بھرتے نہیں ہیں اس کے زخموں کی سوزش سالوں تک محسوس ہوتی ہے۔ تیر کا نشانہ تو کبھی چوک بھی جاتا ہے اور لوگ اسکی زد سے ادھر اُدھر بھاگ جاتے ہیں اور زبان کا طعنہ اپنے ہدف سے خالی نہیں جاتا ہے وہ دلوں کی گہرائیوں تک اثرانداز ہوتا ہے۔

حضرت حسن بن عمرو شعبی نے کہاہے کہ :میں نے بِشر بن حَرَث کو کہتے ہوئے سناہے کہ:'صبر خاموشی ہے اور خاموشی ہی صبر ہے'بولنے والا خاموش رہنے والے سے زیادہ پرہیز گار کبھی نہیں ہوسکتا سوائے اس عالم کے جو بر محل بولے اور بر محل خاموش رہے۔

ابو تمام طائی نے کہاہے کہ:ہم سعید بن عبد العزیز کی مجلس میں کلام اور اسکی فضیلت ،خاموشی اور اسکی عظمت کا تذکرہ کررہے تھے،انھوں نے کہاکہ:ستارے چاند کی مانند نہیں ہیں، آپ خاموشی کی تعریف وتوصیف کابیان کلام کے ذریعہ ہی کرسکتے ہیں اور خاموش رہ کر کلام کی تعریف نہیں کرسکتے۔اور جو کسی چیز کاپتہ دے وہ اس سے عظیم تر ہوتاہے۔میں نے کہاکہ یہ منصفانہ فیصلہ نہیں ہے نہ بالکل خاموشی اچھی اور نہ بالکل گویائی اچھی ہے،خاموشی جب ہی اچھی ہے جب انسان بے مطلب کی باتیں کرے یاایسی بات کرے جسکے بعد خود اسے نقصان اٹھاناپڑے یا وہ بات دوسروں کے لیے باعث مضرت بنے۔

نبی کریم ﷺ علیہ السلام نے فرمایاہے کہ:''دع مایریبک اِلی مالا یُریبک''شک وارتیاب والی چیزیں چھوڑدواور یقین وایقان والی باتیں اختیار کرو۔

فقہاء ملت کا فتوی ہے کہ: اگر متکلم کو یہ معلوم ہوجائے کہ اسکی بات حق ہے،بر محل اور لائق قبول ہے تواس کے لیے بولناہی متعین ہے ورنہ خاموشی بہتر ہے۔بہت ساری باتیں موت کو دعوت دیتی ہیں، حکومتیں چھین لیتی ہیں،امیدوں پر پانی پھیر دیتی ہیں اور حریص ولالچی بناکر دستر خوان پر بلاتی ہیں۔

انبیاء کرام اور رسولان عظام کے الفاظ متعین ہوتے ہیں ان کا ادا کرنا ان پر لازم ہے، کیوں کہ دین کی تبلیغ ان کا فریضہ ہے اوروہ بندوں کی ہدایت کے مکلف بنائے گئے ہیں، رسالت کی ان ذمہ داریوں سے صرف تکلم کے ذریعہ ہی عہدہ برآ ہوا جاسکتا ہے، اگر یہ حضرات خاموشی اختیار کرلیں تو امانت داری ادا نہ کرسکیں اور بندگان خدا کو نصیحت نہ کرسکیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: علماء کہا کرتے تھے کہ: عقلمند کی زبان اسکے دل کے پیچھے ہوا کرتی ہے جب وہ بولنا چاہتا ہے تو اپنے دل سے رجوع کرتا ہے اگر موقع تکلم دیکھتا ہے تو بول دیتا ہے اور موقع و محل نہ ہو تو زبان روک لیتا ہے۔ اور جاہل کا دل اسکے نوک زبان پر ہوتا ہے جو بات بھی اسکے دل میں آتی ہے بلا سوچے سمجھے بول دیتا ہے۔

اخطل نے کہا ہے کہ:

لا یعجبنک من خطیب خطبة ★ حتی یکون مع الکلام أصیلا

اِن الکلام لفی الفؤاد واِنما ★ جعل اللسان علی الفؤاد دلیلا

یاد رکھو! ہر کسی خطیب کا خطبہ تمھیں اچھا نہ لگنے لگے جب تک اس کے خطبہ کا حوالہ نہ ہو۔ کلام تو در حقیقت دل ہی میں ہوتا ہے زبان تو محض اس کی ترجمانی کرتی ہے۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ: 'خاموشی، تحریف الفاظ سے امان ہے ،لغزش زبان سے حفاظت ہے، فضول گوئی سے سلامتی ہے اور ہم نشینوں کے لیے ہیبت ہے'۔

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ:’اللہ تعالی کی اطاعت میں بولنا اگر چاندی ہے تو اسکی معصیت سے خاموش رہنا سونا سے کم نہیں ہے‘۔

اِذا ما اضطرت اِلی کلمۃ ☆ فدعھا وباب السکوت اقصد

فلون کان نطقک من فضۃ ☆ لکان سکوتک من عسجد

جب تم کوئی بات کہنے پر مجبور ہو جاؤ تب بھی اس کو چھوڑنے کی کوشش کرو اور خاموشی کے دروازہ کا رخ کرو۔ اگر تمہارا بولنا مثل چاندی ہے تو تمہارا خاموش رہنا مثل سونا ہے۔

فآثر الصمت ما استطعت فقد ★ یؤثر قول الحکیم فی الکتب

لو کان بعض الکلام من ورق ★ لکان جل السکوت من ذھب

جہاں تک ہو سکے خاموشی کو ترجیح دو، کتابوں میں حکماء کی باتوں ہی کو ترجیح ملتی ہے۔ کچھ باتیں اگر چہ چاندی جیسی ہیں مگر خاموشی کا وافر حصہ مانند سونا ہے۔

ویکون القول فی القیاسی ★ من فضۃ بیضاء عند الناس

اِذاً لکان الصمت من خیر الذھب ★ فاسمع ھداک اللہ تلخیص الأدب

غور و فکر کے بعد بولنا لوگوں کے نزدیک اگر چہ سفید چاندی جیسا ہے، خاموش رہنا بھی بہترین سونا سے کم نہیں ہے تو سنتے رہو اللہ تعالی تم کو ادب کا مخصوص حصہ عطا فرمائیگا۔

حضرت ابو العباس احمد بن یحی ثعلب سے مروی ہے کہ: حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی کم بولا کرتے تھے، جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ:’میری

زبان درندہ ہے اگر میں اس کو آزاد چھوڑ دوں تو وہ مجھ کو کھاڈالے گی‘۔ پھر انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

لسان الفتی سبع علیه شذاته ★ فلا شک من خلاه فهو قاتله

وماالعي إلا منطق متبرع ★ سواء علیه حق أمر وباطله

انسان کی زبان چیر پھاڑ کرنے والا درندہ ہے اگر وہ اسے آزاد چھوڑ دیگا تو بلاشبہ وہ اسے مار ڈالے گا۔ گفتگو کا نقص یہی ہے کہ آدمی حق وناحق میں تمیز کئے بغیر سب بول ڈالے۔

وہب ابن الورد نے کہاہے کہ:’ہم نے عقل مندوں سے سنا ہے کہ: حکمت کے دس حصے ہیں نو ان میں سے خاموشی میں ہیں اور ایک لوگوں سے الگ تھلگ رہنے میں ہے‘۔

ابن مقفع سے پوچھا گیاکہ:کون سی چیز لوگوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہے؟فرمایا:ایسی عقل جس کے سہارے وہ زندگی بسر کرتاہے۔کہاگیا:اگر ایسی عقل نہ ہوتو؟فرمایا:ایسا ادب جس سے آراستہ وپیراستہ ہو۔پوچھا گیا:اگر اس سے، محروم ہوتو؟فرمایا:ایسامال جو اس کی پردہ پوشی کرے۔سوال ہوا:اگر ایسامال نہ ہوتو؟فرمایا:ایسی خاموشی جو اسکے ساتھ لازم ہو۔پھر سوال ہوا:اگر یہ نہ ہوتو؟فرمایا:تو پھر اسکے لیے قبر ہی بہتر ہے جو اسے مقید کردے۔

بعض سلف نے کہاہے کہ:جو بے مطلب کاسوال کریگاوہ ناپسندیدہ باتیں سنے گااور جو ایک بات پر اکتفانہ کریگاوہ ڈھیر ساری باتیں سنے گا۔

استر النفس ما استطعت بصمت ★ ان فی الصمت راحة للصموت

واجعل الصمت ان عییت جواباً ★ رب قول جوابه فی السکوت

جہاں تک ہو سکے خاموش رہکر اپنے نفس کی ستر پوشی کرو، خاموش رہنے والے کے لیے خاموشی ہی میں راحت ہے۔ اگر جواب نہ بن پڑے تو خاموشی اختیار کرو، بہت سے سوالوں کا جواب خاموشی میں ہے۔

ابو العتاہیہ نے کہاہے کہ:

قد أفلح الساکت الصموت ★ کلام راعی الکلام قوت

ماکل نطق له جواب ★ جواب ماتکره السکوت

چپ چاپ اور خاموش مزاج فلاح پاتا ہے، کلام کی رعایت کرنے والوں کے لیے کلام غذا ہے۔ ہر بات کا جواب ہے ناپسندیدہ باتوں کا جواب خاموشی ہے۔

احنف بن قیس کا کہنا ہے کہ: زبان انسان کی قیمت ہے جس نے اسکو درست رکھا اس نے اپنی قدر و قیمت میں اضافہ کیا اور جس نے اسکو بگاڑ دیا اس نے اپنی قیمت گھٹا دی۔

ایک شخص سے پوچھا گیا کہ: کس چیز کی بنیاد پر احنف تمہارے سردار ہوئے؟ نہ وہ تم میں عمر دراز ہیں اور نہ ہی ان کے پاس زیادہ مال و دولت ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ: اپنی زبان پر زبردست کنٹرول کے سبب وہ ہمارے سردار ہوئے ہیں۔

ایک شخص نے احنف بن قیس سے سوال کیا کہ: آپ نہ اپنی قوم میں اشرف ہیں، نہ ان سے زیادہ وجیہ و جمیل ہیں اور نہ ہی ان سے زیادہ خلیق ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی قوم نے آپ ہی کو سردار بنایا؟ جواب دیا: میرے بھائی! تمہاری طرح فضول گفتگو نہ کرنے کے

سبب۔ پوچھا: کیا مطلب؟ فرمایا: تمہارے اندر میرے مطلب کی جو بات نہیں ہے میں نے اسکو چھوڑ دیا جیسا کہ میرے معاملات میں جو بات تیرے مطلب کی نہیں تھی پھر بھی تم نے اس کو چھیڑ دیا۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ: انسان کی دو حالتیں ہیں، یا تو وہ بولتا ہے یا خاموش رہتا ہے۔ اگر وہ اچھی بات بولتا ہے تو اسکی بولی میں نفع ہے اور اگر بری بات بولتا ہے تو اسکی بولی میں نقصان ہے۔ اگر وہ بری بات سے خاموش رہتا ہے تو اسکی خاموشی میں نفع ہے اور اگر اچھی بات سے خاموش رہتا ہے تو اسکی خاموشی میں نقصان ہے۔ لہذا انسان کی خاموشی و بولی میں دو فائدے اور دو نقصان ہوئے سو اسے چاہیے کہ دونوں فائدے حاصل کرے اور دونوں نقصان سے پرہیز کرے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کارپرداز حضرت مہلب نے اپنے بچوں سے کہا کہ: لغزش زبان سے بچو اس لیے کہ میں نے زبان کو قابو میں رکھنے والے لوگوں کو بلند مرتبہ حاصل کرتے دیکھا ہے اور لغزش زبان کی وجہ سے انھیں ہلاک ہوتے بھی دیکھا ہے۔

ان ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: میرے نزدیک یہ اچھا ہے کہ آدمی کی عقل اسکی زبان سے زیادہ تیز ہو اور مجھے یہ پسند نہیں کہ اس کی زبان عقل سے زیادہ تیز ہو۔

ابو تمام نے کہا ہے کہ:

وما کانت الحکماء قالت ★ لسان المرء من تبع الفؤاد

حکماء کہا کرتے تھے کہ انسان کی زبان دل کے تابع فرمان ہوا کرتی ہے۔

کسی حکیم نے کہاہے کہ: جب کسی مصلحت میں بولنانہ بولنا دونوں برابر ہو تو نہ بولنا بہتر ہے۔ اس لیے کہ بولی کبھی مخلوق کو ناراض کرتی ہے اور کبھی حق کو غضبناک کرتی ہے ، بالفرض اگر اس میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں پھر بھی اس میں تضیع اوقات ہے اور تضیع اوقات جہالت کی علامت ہے۔ انسان شیطان کو اسی وقت مغلوب کر سکتاہے جب کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے لہذا جب کوئی دینی یا دنیاوی بات کرنی پڑے تو اپنی آواز کو بلند نہیں کرنی چاہیے اور نہ اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرنا چاہیے اور نہ ہی ایک ہی بات بار بار بیان کرنی چاہیے کہ یہ نقص ہے ہاں اگر تفہیم مقصود ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض علماء نے اللہ عزوجل کے اس فرمان کی بنیاد پر جسے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہاتھا: ''**واغضض من صوتک**'' بوقت تکلم اپنی آواز پست رکھو کیوں کہ سب سے اونچی اور کریہہ آواز گدھے کی آواز ہے۔

حضرت یعلی نے کہاہے کہ: ہم حضرت محمد بن سوقہ زاہد کے پاس گئے تو انھوں نے کہا کہ: کیا میں تم کو ایک بات بتادوں؟ ہو سکتاہے اس سے تم کو فائدہ ہو، مجھے تو اس سے بہت فائدے ملے ہیں۔ فرمایا: ہم سے عطاء بن ابو رباح نے کہاہے کہ: اے بر دارزاد! تم سے پہلے کے لوگ فضول گوئی کو زیادہ ناپسند کرتے تھے، وہ لوگ قرآن کریم کی تلاوت ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور گزر بسر کے لیے ضروری باتوں کے علاوہ سب کو فضول گوئی شمار کرتے تھے۔ کیا تم فرمان الہی: ''واِن علیکم لحافظین کراما کاتبین'' [نامہ ءاعمال لکھنے والے مکرم فرشتے تمہارے نگرانی کرتے ہیں]کا انکار کرتے ہو! کیا اللہ تعالی کے اس فرمان پر تمہارا بھروسہ نہیں ہے!''عن الیمین وعن الشمال تعید مایلفظ من قول اِلا لدیہ رقیب

عتید‘‘۔ تم میں سے کسی کے دفتر کو اگر اس کے سامنے پھیلا دیا جائے جسے اس نے دن بھر میں یا اس سے بھی زیادہ حصہ میں کسی دینی و نیاوی مصلحت کے بغیر فضول گوئی سے بھرا ہے ، کیا وہ اسے دیکھ کر شرمندہ نہ ہو گا!

قسام بن زہیر سے مروی ہے انھوں نے کہا ہے کہ: اے لوگو! تمہاری باتیں تمہاری خاموشی سے زیادہ ہیں لہذا خاموشی کو گفتگو پر ترجیح دو اور غور و فکر کے ذریعہ درستگی تک رسائی حاصل کرو۔

حضرت ابراہیم ابن حسن سے قلب کی سلامتی کے بارے میں سوال ہوا، انھوں نے جواب دیا کہ: خلوت گزینی، خاموشی اور لوگوں کی فضول گوئی سے گریز کرنے میں قلب کی سلامتی ہے۔

حضرت ابو عیینہ نے کہا ہے کہ: جسے بھلائی نصیب نہ ہو وہ خاموشی اختیار کرے اور جو خاموشی اور بھلائی دونوں سے محروم ہو اس کے لیے موت بہتر ہے۔

روایت ہے کہ: ایک دیہاتی حضرت شعبی کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا، حضرت شعبی دیر تک خاموش رہا کرتے تھے، دیہاتی نے ان سے پوچھا: آپ کیوں نہیں بولتے ؟ جواب دیا: جانکاری کے لیے سنا کرتا ہوں اور سلامتی کے لیے خاموش رہا کرتا ہوں۔

حضرت امام اوزاعی سے مروی ہے انھوں نے کہا ہے: مومن کم بولتا ہے اور کام زیادہ کرتا ہے اور منافق بولتا زیادہ اور کام کم کرتا ہے۔

خیر الکلام قلیل ⋆ علی کثیر دلیل

والعی معنی قصیر ⋆ یحویہ لفظ طویل

وفی الکلام فضول ⋆ وفیه قال وقیل

بہترین کلام وہی ہے جس کے الفاظ کم ہوں اور معانی کثیر ہوں اور نقص کلام یہ ہے کہ معانی کم ہوں اور لفاظی زیادہ ہو اور کلام میں ''فضول'' وہ ہے جس میں قیل و قال ہو۔

کہا گیا ہے کہ: ربیعہ الرائے کثیر الکلام تھے، ایک دن وہ بہت زیادہ بول گئے پھر پاس بیٹھے ایک اعرابی سے انھوں نے پوچھا: تمہیں معلوم ہے کہ نقص کلام کیا ہے؟ دیہاتی نے کہا: ہاں، جس میں آپ دن بھر لگے رہے۔

بعض نے کہا ہے کہ: نقص کلام یہ ہے کہ جس کے معانی کم اور الفاظ زیادہ ہوں ۔اکثم بن صیفی

نے کہا ہے کہ: ضرورت سے زیادہ زیادہ بولنا کلام کا نقص ہے۔

ابراہیم تیمی نے کہا ہے کہ: مجھے حضرت ربیع ابن خیثم کی صحبت میں بیس سال تک رہنے والے ایک شخص نے بتایا کہ: اس نے حضرت ربیع سے کبھی کوئی ایسی بات نہیں سنی جو معیوب ہو۔

حضرت موسی بن سعید کہتے ہیں کہ: جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو حضرت ربیع کے ہم نشینوں میں سے کسی نے کہا: حضرت ربیع اگر بولیں گے تو آج بولیں گے۔ چناں چہ وہ حضرت ربیع کے پاس آئے اور انھیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو انھوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر صرف اتنا کہا: ''أللھم فاطر السموات والأرض عالم الغیب والشھادۃ أنت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ

یختلفون'' اے اللہ! تو ہی آسمان وزمین کا خالق ہے، عالم غیب وشہادہ ہے، اپنے بندوں کے اختلافات کا تو ہی فیصلہ فرمائیگا۔ اس کے علاوہ حضرت ربیع رضی اللہ عنہ نے کچھ نہیں فرمایا۔

خاموشی کے محاسن وفوائد

حکما اور ادبا کے اقوال کی روشنی میں

کسی حکیم نے کہا ہے کہ: انسانی بدن کے تین حصے ہیں؛ ان میں سے ایک دل ہے ،دوسرا زبان اور تیسرا اعضاء وجواراح ہیں۔ اللہ عزوجل نے ہر ایک جز کو ایک شرافت وکرامت بخشی ہے۔ دل کو اپنی معرفت وتوحید سے شرف بخشا ہے، زبان کو کلمہ شہادت اور تلاوت قرآن کریم کی بزرگی عطا فرمایا ہے اور سارے اعضاء وجوارح کو نماز، روزہ اور کل عبادتوں سے فضیلت بخشی ہے، اور ہر حصہ ء بدن پر ایک محافظ ونگہبان مقرر فرمادیا ہے ، قلب انسانی کی حفاظت خود اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ کرم میں لے لیا ہے، سو بندے کے دل میں کیا ہے اس کا علم سوائے اللہ تعالی کے کسی بندے کو نہیں ہے، اور زبان کی نگرانی کے لیے محافظ فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے، فرمان باری تعالی ہے "وما یلفظ من قول اِلا لدیہ رقیب عتید" اور جوارح بدن پر "امر ونھی" کا نظام لاگو فرمایا ہے۔ پھر اللہ تعالی ہر حصہ بدن سے وفاداری چاہتا ہے، دل کی وفاداری یہ ہے کہ وہ ایمان پر ثابت رہے، حسد نہ کرے، خیانت نہ کرے، مکر نہ کرے۔ زبان کی وفاداری یہ ہے کہ چغلی نہ کرے، جھوٹ نہ بولے اور لایعنی باتوں سے گریز کرے۔ اور جوارح بدن کی وفاداری یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کرے، کسی کو ایذا نہ پہنچائے۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ دل کے ذریعہ نفاق، زبان کے ذریعہ کفر اور اعضاء کے ذریعہ معاصی میں مبتلا نہ ہو۔

حکماء نے چار آسمانی کتابوں سے چار باتوں کا انتخاب کیا ہے: قناعت میں شکم سیری ہے[تورات] خاموشی میں سلامتی ہے[زبور] گوشہ نشینی میں نجات ہے[انجیل] مضبوطی کے ساتھ اللہ تعالی کا سہارا لینے ہی میں راہ راست کی ہدایت ہے[قرآن کریم]

کسی حکیم نے کہا ہے کہ: جب تک میں نہیں بولتا ہوں تو میرا اختیار ہوتا ہے اور جب بول دیتا ہوں تو مجھ پر میرے کلام کا اختیار ہوتا ہے۔

کسی حکیم نے کہا ہے کہ: تلوار کی دھار عضو بدن کو کاٹتی ہے اور زبان کی دھار لمحات زیست کو کاٹتی ہے، لہذا خوف کرو کہیں اس کی برائی تم کو نہ لگ جائے، اور بچو کہیں اس کا گناہ تم پر نہ عائد ہو جائے۔

ایک دوسرے حکیم نے کہا ہے کہ: خاموشی کو لازم کر لو اپنے آپ فاضل شمار کئے جاؤ گے، اور نادانی میں دانا، معاملات میں حکیم اور عاجزی وناا ہلی کے وقت حلم وبردبار مانے جاؤ گے۔

کسی فصیح کا کہنا ہے کہ: عقلمند کے منہ میں لگام ہوتی ہے، وہ بہت کم بولتا ہے اور جاہل کی زبان بے لگام ہوتی ہے جب چاہتا ہے جو چاہتا ہے بول دیتا ہے۔

بعض فصحاء نے کہا ہے کہ: آدمی جب تک خاموش رہتا ہے بارعب رہتا ہے اور جب بولنے لگتا ہے یا تو اس کے رعب میں اضافہ ہو جاتا ہے یا اس کا رتبہ گھٹ جاتا ہے۔

من لزم الصمت اكتسى هيبة ★ تخفي على الناس مساويه

لسان من يعقل في قلبه ★ وقلب من يجهل في فيه

جو خاموشی اختیار کرتا ہے وہ جامہ ہیبت میں ملبوس رہتا ہے، اس کی کمیاں لوگوں سے پوشیدہ رہتی ہیں۔ عقلمند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے اور جاہل کا دل اس کی زبان میں ہوتا ہے۔

کسی ادیب کا کہنا ہے کہ: جو دیر تک خاموش رہتا ہے وہ ہیبت حاصل کرتا ہے جو اس کے لیے نفع بخش ہوتی ہے، اور خاموشی وحشت و تنہائی کا بھی سبب بنتی ہے مگر وہ نقصان دہ نہیں ہوتی۔

خل جنبیک لرام	*	وامض عنه بسلام
مت بداء الصمت خیر	*	لک من داء الکلام
ربما استفتحت بالنط	*	ق مغالیق الحمام
اِنما السالم من	*	الجم فاه بلجام

رہرو منزل سے تعارض نہ کرو اور اس سے سلامتی کے ساتھ گزر جاؤ۔ بک بک کرنے کی بیماری کی بجائے خاموشی کی بیماری میں مرنا بہتر ہے۔ بسااوقات بولنے کی وجہ سے موت کے بند دروازے کھل جایا کرتے ہیں۔ سلامتی پانے والا وہی ہوتا ہے جو اپنے منہ میں لگام رکھتا ہے۔

سقراط سے پوچھا گیا کہ: مروت کیا ہے؟ جواب دیا: لایعنی باتوں کو چھوڑ دینا۔ پوچھا گیا: شدت کیا ہے؟ جواب دیا: غصہ پر قابو پانا۔ پوچھا گیاہ: بیوقوفی کیا ہے ؟ دوستی ودشمنی میں حد سے تجاوز کرنا۔ پوچھا گیا: حزم کیا ہے؟ جواب دیا فرصت کے اوقات کو غنیمت سمجھنا۔ پوچھا گیا: حلم کیا ہے؟ جواب دیا: قدرت ہوتے ہوئے معاف کردینا۔ پوچھا گیا:

خاموش رہنے والے کی خاموشی کی قدر وقیمت کیا ہے؟جواب دیا: میں خاموشی کی وجہ سے کبھی شرمندہ نہیں ہوا اور نہ جانے کتنی بار بول کر شرمندہ ہوا۔

ماان ندمت علی سکوتی مرۃ ☆ ولقد ندمت علی الکلام مرارا

میں اپنی خاموشی پر ایک بار بھی شرمندہ نہ ہوا اور بول کر بارہا شرمندہ ہوا۔

کسی نے سقراط حکیم کو لکھا کہ: آپ لوگوں سے اس قدر کم سخنی کیوں کرتے ہیں؟ تو انھوں نے جواب میں لکھا کہ: اللہ تبارک تعالی نے ہمارے دو کان اور ایک زبان تخلیق کی ہے تا کہ ہم سنیں زیادہ بولیں کم، نہ کہ بولیں زیادہ سنیں کم۔ والسلام۔

سید یاسین اعظمی عراقی نے کہا ہے کہ:

اذا رمت السلامۃ فاغتنمھا * بترک النطق اِلا بالصواب

ولا تکثر ففی الاکثار بؤس * أقل قلیلہ طول الحساب

اگر تم سلامتی چاہتے ہو تو درست بات ہی بولا کرو سلامتی پا جاؤ گے۔ اور زیادہ نہ بولا کرو کیوں کہ زیادہ بولنا ایسی مصیبت ہے جسکا مختصر سے مختصر حساب بھی طویل ہوتا ہے۔

سولون حکیم سے پوچھا گیا کہ: انسان پر کون سی چیز مشکل ترین ہے؟ جواب دیا: اپنے نفس کے معائب کی معرفت اور لایعنی باتوں کے تکلم سے گریز۔

اِذا شئت أن تحی سلیما من الأذی * ودینک موقور وعرضک صین

فلا ینتطق منک اللسان بسوأۃ * فکلک سوأت وللناس ألسن

وعینک ان ابدت اِلیک مساویا * لقوم فقل یاعین للناس أعین

فعاشر بانصاف وکن متوددا * ولا تلق اِلا بالتی ھی أحسن

اگر تو اذیتوں سے بچ کر زندہ رہنا چاہتاہے، اپنے دین کو باوقار اوراپنی عزت کو محفوظ رکھنا چاہتاہے تواپنی زبان سے کسی کی عیب بیان مت کر، اس لیے کہ ہر ایک کے پاس عیوب ہیں اور ہر ایک کے پاس زبان ہے۔ اگر تمہاری آنکھ کسی قوم کی برائی دیکھے، تو اپنی آنکھ سے کہو، اے میری آنکھ !لوگوں کے پاس بھی آنکھیں ہیں۔ عدل وانصاف کے ساتھ زندگی بسر کرواورالفت ومحبت کرنے والے بنواورلوگوں سے اچھی طرح سے ملو۔

ارسطونے کہاہے کہ: مختصر گفتگو معانی کا خزینہ ہوتاہے۔ ان سے پوچھا گیا: انسان کا کون سا عمل سب سے اچھاہے؟ جواب دیا: خاموشی۔

ولا تکثرن فخیر الکلام ☆ قلیل الحروف کثیر المعان

کثرت کلام سے بچو، بہترین گفتگو وہی ہے جسکے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔

بطلیموس نے کہاہے کہ: صحیح بات کرنے پر جتنا خوش ہونا چاہیے اس سے زیادہ خوش غلط بات نہ کرنے پر ہونا چاہیے۔

قالوا انراک کثیر الصمت قلت لھم * ما طول صمتی من عي ولا خرس

الصمت أحمد فی الأشیاء عافیة * وأزین الأن لي من منطق شکس

لوگوں نے کہا: ہم آپ کو بہت زیادہ خاموش دیکھتے ہیں، کیابات ہے؟ میں نے کہا: میری خاموشی نہ نقص ہے نہ گونگاپن ہے۔ خاموشی توانجام کار کے لحاظ سے ہے، ساری چیزوں سے زیادہ لائق ستائش خاموشی ہی ہے، اور یہ بری گفتگو کرنے سے زیادہ مزین کرنے والی ہے۔

کسی حکیم نے کہاہے کہ :خاموشی میں سات ہزار بھلائیاں ہیں،اور یہ ساری بھلائیاں سات باتوں میں جمع ہیں،ہر بات میں ایک ہزار بھلائی ہیں:[۱]خاموشی بغیر مشقت کی عبادت ہے۔[۲] خاموشی بغیر زیور کی زینت ہے۔[۳] خاموشی بنا بادشاہ کی ہیبت ہے۔[۴]خاموشی بغیر دیوار کا قلعہ ہے۔[۵]خاموشی لوگوں سے معذرت خواہی سے بے نیاز کرتی ہے۔[۶] خاموشی گناہ وثواب لکھنے والے مقرر ومکرم فرشتوں کے لیے راحت ہے۔اور[۷]خاموشی عیوب ونقائص کے لیے پردہ ہے۔

الصمت يكسب أهله ☆ صدق المؤدة والمحبة

والقول يستدعى لصاً ☆ حبه المذمة المسبة

خاموشی،خاموش رہنے والے کو محبت ومؤدت عطا کرتی ہے اور گفتگو، گفتگو کرنے والے کے لیے دشنام ومذمت کا باعث بنتی ہے۔

کسی حکیم کا کہنا ہے کہ: عقل کی تین علامتیں ہیں: تقوی خداوندی، سچی بات اور ترک لایعنی۔

بعض حکیموں نے کہاہے کہ:جو اپنی جانکاری کی ہر بات بیان کر دیتاہے وہ اکثر ایسی باتیں کہہ جاتاہے جو ناپسندیدہ ہوتی ہیں۔

کہا گیاہے کہ: تین چیزیں ایسی ہیں جو دل کو مردہ کر دیتی ہیں: تعجب کے بغیر ہنسنا، بھوک کے بغیر کھانااور ضرورت کے بغیر بولنا۔

يدل على جهل الفتى فضل نطقه ☆ ونطق اخي العقل الرصين قليل

وإن لسان المرء مالم يكن له ☆ حصات على عوراته لدليل

فضول گوئی انسان کی جہالت پر دلالت کرتی ہے، عقلمند شخص نہایت پختہ اور مختصر کلام کرتا ہے۔ انسان کی زبان اگر عقل و خرد کے تابع نہ ہو تو وہ اس کے عیبوں کو عیاں کر دیتی ہے۔

کسی حکیم نے کہا ہے کہ: خاموشی اپنا شعار بنالو اس سے تم کو پختہ مؤدت حاصل ہو گی، غیبت کی برائی سے تم محفوظ رہو گے، عزت و وقار کے لباس سے آراستہ رہو گے اور معذرت خواہی کی زحمت سے دور رہو گے۔

بعض حکماء نے بیان کیا ہے کہ: جب کسی حق بات کی توضیح اور کسی ناقص کلام کی درستگی، یا کسی مغلق بات کی تفسیر یا کسی قابل ستائش بات کی تشہیر کرنا ہو تو لب کشا ہو جاؤ ورنہ اپنی زبان پر تالا لگالو۔

ایک شخص نے کسی حکیم سے پوچھا: مجھے کب بولنا چاہیے؟ جواب دیا جب تمھیں خاموش رہنے کی خواہش ہو۔ پوچھا: پھر خاموش کب رہنا چاہیے؟ جواب دیا جب بولنے کی خواہش ہو۔

بعض حکماء کا کہنا ہے کہ: عقلمندوں کو چاہیے کہ اپنی زبان کی اسی طرح حفاظت کریں جس طرح وہ اپنے قدم کی حفاظت کرتے ہیں۔ جو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا زبان اسکو ہلاک و برباد کر ڈال دیتی ہے۔

علیک حفظ اللسان مجتھدا ٭ فاِن جل الھلاک فی زلَلِه

زبان کی حفاظت ضرور کرنی چاہیے بلاشبہ بڑی تباہیاں زبان کی لغزشوں ہی کی وجہ سے آتی ہیں۔

حکماء کی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ: خاموشی فضیلت کی نشانی ہے، عقل کا نتیجہ ہے، علم کی زینت ہے، بردباری کی حقیقت ہے۔ لہذا جو اسکو لازم کرلیگا ہمیشہ سلامت رہے گا، جو اس کو ساتھی بنالے گا عزت وکرامت اسکے ساتھ رہے گی۔

حکماء کی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ: جس نے اچھی باتوں کے سوا کسی دوسری بات کے لیے زبان کھولی اس نے ہفوات بکیں، جس نے نظر میں گہرائی وگیرائی پیدا نہیں کی اس نے لغزش کھائی اور جس نے فکر وتدبر کے بغیر خاموشی برتی اس نے لہو وبیکاری کی۔

حکماء کی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ: کثرت کلام سے اجتناب کرو اس لیے کہ وہ تمہارے باطنی عیبوں کو ظاہر کردیتی ہے اور خاموشی خوابیدہ دشمنوں کو بیدار کردیتی ہے۔

وکم فاتح أبواب شر نفسه ⭑ إذا لم يكن قفل على فيه مقفل

جن لوگوں کی زبان پر تالا نہیں ہوتا وہ خود کے لیے برائیوں کے دروازے کھول لیتے ہیں۔

بعض حکیموں نے کہا ہے کہ: جس طرح تیر چلانے سے پہلے نشانہ سادھتے ہو اسی طرح بولنے سے پہلے اپنے کلام میں غور وخوض کرلو، اس کو نہایت نرمی کے ساتھ پیش کرو توڑ نہ ڈالو، اور یاد رکھو کہ زبان کا نشانہ خطا نہیں کرتا اور تیر کبھی نشانے پر لگتا ہے اور کبھی خطا کرجاتا ہے۔ خاموشی کو غنیمت سمجھو اس لیے کہ اس کا کم از کم فائدہ سلامتی ہے۔ انسانوں میں سب سے بدبخت وہ انسان ہے جس کی زبان آزاد اور دل مغلق ہو، نہ وہ درست بول سکتا ہے نہ وہ خاموش رہ سکتا ہے۔

حکماء کہتے ہیں کہ: زبان کی مار نیزے کی مار سے زیادہ اثر انداز ہوتی ہے اور بولی کا زخم تیر و تلواروں کے زخموں سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

جراحات السنان لها التأم ★ ولا يلتام ماجرح اللسان

نیزوں کے زخم آخر ش بھر جاتے ہیں اور زبان کے زخم کبھی نہیں بھرتے ہیں۔

بعض ادیبوں نے کہا ہے کہ: تمہاری زبان درندہ کی طرح ہے اگر تم اسکو باندھ کر رکھوگے تو تمہاری پہرہ داری کریگا اور اگر تم اسکو آزاد چھوڑ دوگے تو وہ تمہیں کو پھاڑ ڈالے گا۔ زبان کی حفاظت کرو جس طرح تم اپنے مال کی حفاظت کرتے ہو، اس کو پہچانو جس طرح تم اپنے بچوں کو پہچانتے ہو، اس کی مقدار متعین کرو جس طرح تم اپنے اخراجات کی مقدار متعین کرتے ہو۔ زبان سے ضرورت کی مقدار بات کرو، ہمیشہ اس سے ڈرتے رہو، بلا وجہ ایک بات کہنے سے زیادہ آسان بلا سبب ایک ہزار درہم خرچ کرنا ہے۔

احفظ لسانک واستعذ من شره ★ اِن اللسان هو العدو الكاشح

وزن الكلام اِذا نطق بمجلس ★ وزنا يلوح به الصواب اللائح

فالصمت من سعد السعود بمطلع ★ يحمى الفتى والنطق سبع ذابح

اپنی زبان کی حفاظت کرو ، اس کی برائی سے ہوشیار رہو، زبان ہی کھلا دشمن ہے۔ جب کسی مجلس میں کچھ کہنا ہو تو نپی تلی، صاف ستھری اور درست بات کہو۔ خاموشی خوش بختیوں میں سے خوب تر خوش بختی ہے جو انسان کی حفاظت کرتی ہے، اور تکلم کاٹنے والا درندہ ہے۔

ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے کہ:

وزن الکلام اذا نطقت فانما ★ یبدی عیوب ذی العیوب النطق

جب بولو تو نپی تلی بات بولو اس لیے کہ تکلم عیب داروں کا عیب کھول دیتا ہے۔

کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ: انسان کس چیز کی وجہ سے بلند درجات تک پہنچتا ہے؟ جواب دیا: بہرے پن، گونگے پن اور اندھے پن کی وجہ سے۔ کہا گیا ہے کہ: عقلمند پر واجب ہے کہ وہ کبھی بہرہ ہو جائے، کبھی اندھا ہو جائے اور کبھی گونگا بن جائے۔

بعض بلیغوں کا کہنا ہے کہ: اپنی زبان کو مقید رکھو قبل اسکے کہ اس کی [وجہ سے]تمھیں لمبی قید کی زندگی بسر کرنا پڑے یا زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے۔ جو زبان، درست بولنے سے قاصر اور جواب دینے میں جلد باز ہو اسکو قابو میں رکھنے سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

بعض حکیموں کا کہنا ہے کہ: زبان کو مقید رکھنا زیادہ مناسب ہے، اللہ تعالی نے اسے دو ہونٹ اور دانتوں کے درمیان مقید رکھا ہے، اس کے باوجود وہ دانتوں کے تالا کو توڑ دیتی ہے اور ہونٹوں کے دروازوں کو کھول دیتی ہے۔

بعض ادیبوں نے کہا ہے کہ: اپنی زبان پر تالا لگا کر رکھو البتہ کسی حق بات کی توضیح، کسی باطل کا ابطال، کسی حکمت کی نشر واشاعت اور کسی نعمت کا تذکرہ کرنے کے لیے ضرور بولنا چاہیے۔

بعض حکیموں کا کہنا ہے کہ: میری زبان کو جب تک میں خود اپنے بدن پر آزادی نہ دے دوں تو وہ میرے بدن کی قید میں رہتی ہے اور جب میں اس کو چھوڑ دوں تو میرا بدن اسکی قید میں آجاتا ہے۔

سید یاسین اعظمی عراقی نے کہاہے کہ:

اعدی عدؤک شئ أنت ساجنه * ما بین فکیک فاحذره مدی الزمان

فانه أن یدم فی السجن محتسبا * نجوت أولا فقد ارداک فی المحن

تمہاراسب سے بڑا دشمن وہ چیز ہے جو جبڑوں کے درمیان قید ہے، ہمیشہ ہمیشہ اس سے ڈرتے رہو۔ اگر وہ دائمی قید میں رہی تو تمہاری نجات ہے اور اگر وہ قید سے نکلی تو تمہیں مصیبتوں میں ڈھکیل دیگی۔

زیادہ عقلمندی کو زبان پر فضلیت حاصل ہے اور زبان کی آزادی کو عقل پر کوئی فضیلت نہیں اس کے لیے ذلت ہے۔

بعض بلیغوں کا کہنا ہے کہ: انسان کا کلام اسکے فضل کا بیان اور اسکی عقل کا ترجمان ہوتا ہے تو اچھے کلام پر اقتصار کرو، بولنے میں اختصار کالحاظ کرو اور تطویل لاطائل سے احتراز کرو۔ جس چیز سے تمہارے ماتحت ناراض ہوں اس سے سخت پرہیز کرو، اپنے ہم جولیوں اور دوستوں کی ناراضگی سے سخت اجتناب کرو، جو اپنے ماتحت اور رعایا کو ناراض کرتا ہے وہ اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈال دیتاہے اور جو اپنے دوست واحباب کو ناراض کرتا ہے وہ آزادی سے محروم ہو جاتا ہے۔

وراقب مقام القول فی کل مجلس * خصوصا مقامات الملوک الأکابر

فکم من بلیغ فوق ذروة منبر * رمته أفاعی النطق تحت المقابر

ہر مجلس میں خصوصا اکابرین وسلاطین کی مجلس میں سنبھل کر بولنے کی ضرورت ہے، کتنے بلیغ خطیبوں کو منبر کے اوپر تم دیکھا کرتے تھے آج ان کو نطق کے اژدھوں نے قبر کے اندر پہنچادیا ہے۔

بعض ادیبوں نے کہاہے کہ: فضول گوئی سے پرہیز کرنا ضروری ہے، اس لیے کہ وہ انسان کے فضل کو نیست ونابود کر دیتی ہے ، اسکی عدالت ودیانت کا قلع قمع کر دیتی ہے، اس کے ذکر وبیان کو گھٹا دیتی ہے اور اسکے دوست واحباب کو اکتا دیتی ہے۔

ابن وردی نے کہاہے:

زيادة القول تحكى النقص فى العمل * ومنطق المرء قد يهديه للزلل

ان اللسان صغير جرمه وله * جرم كبير كما قد قيل فى المثل

فكم ندمت على ما كنت قلت به * وما ندمت على ما لم تكن تقل

زیادہ بولنا عمل کی کمی کا پتہ دیتاہے، انسان کی بولی اسکو ذلت کی طرف ڈھکیل دیتی ہے۔ زبان کا جِرم[حجم] بہت چھوٹا اور اس کا جُرم بہت بڑا ہے، چنانچہ بہت مشہور کہاوت ہے کہ: میں اپنی باتوں کی وجہ سے بارہا شرمندہ ہوا اور خاموشیوں کی وجہ سے کبھی شرمندہ نہ ہوا۔

کسی ادیب نے کہاہے کہ: اپنی زبان کو لگام دو، ہاں اگر کوئی ایسی صاف ستھری نصیحت ہو جس کا اجر ملے، یا کوئی ایسی بلیغ حکمت کی بات ہو جس کی نشر واشاعت سے تمہاری ستائش ہو تو اسے ضرور بولنا چاہیے، بری باتوں سے سخت اجتناب کرو یہ اچھے لوگوں کو تم سے دور بھگا دیتی ہے اور تمہارے خلاف کمینوں کو ہوا دیتی ہے۔

کہا گیاہے کہ: جو بات تمہاری خواہش نفس کے موافق ہو یا تمہارے دوستوں کے لیے باعث غضب ہو اسے ہر گز نہ بیان کرو اگر چہ اس سے تمہارا مقصود خالص دل لگی یا ہنسی مذاق ہو، اس لیے کہ دل لگی سے بہت سے باعزت لوگ دور بھاگتے ہیں اور ہنسی مذاق بھی تمہارے لیے برائی کا سامان مہیا کرتی ہے۔

ایک شخص حفاظت زبان کے بارے میں وعظ کر رہے تھے، کسی حکیم نے اس سے کہا: ہوشیار رہو، کہیں تمہاری زبان خود تمہاری گردن نہ اڑوادے۔

ابو محمد یزیدی نے کہاہے کہ:

حتف الفتی لسانه ⋆ فی جسده ولعبه

بین اللهات مقتلته ⋆ رکب فی مرکبه

بعض بلیغوں نے کہاہے کہ: سلامتی والی خاموشی شرمندہ کرنے والے تکلم سے بہتر ہے، لہذا گفتگو ایسی کیا کرو جو بلاغت سے پر ہو اور جسکی حاجت وضرورت ہو۔ اور فضول گوئی سے پرہیز کرو اس سے قدم لغزش کھاتے ہیں اور شرمندگی ہاتھ آتی ہے۔

خالد بن صفوان نے کہاہے کہ: بلاغت سلاست زبان اور کثرت ہذیان کا نام نہیں ہے؛ بلکہ بلاغت، معنی کی درستگی اور قیام حجت کا نام ہے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر نے کہاہے کہ:

رأیت لسان المرء راعی نفسه ☆ وعاذره ان لیم أوزل سائره

ممن لزمته حجة من لسانه ☆ فقد مات راعیه وأفحم عاذره

میں نے دیکھا کہ انسان کی زبان اس کے نفس کو ادھر ادھر لیے پھرتی ہے اور خطاء زبان کا مرتکب یاتو ملامت کیاجاتا ہے یااس کے قدم لغزش کھاجاتے ہیں۔جس نے اپنی زبان کو مضبوطی سے باندھ دیااس نے اپنے بہکانے والے کو ہلاک کر دیااوراس کو مجرم بنانے والے کو خاموش کر دیا۔

کسی بلیغ کا کہنا ہے کہ:انسان کی زبان درندہ کی طرح ہے اگر وہ اسکو مقید نہ رکھے تو وہ اس پر حملہ آور ہو جاتا ہے اور اسے برائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

رأیت اللسان علی أھله * اذاساسه الجھل لیثا مغیرا

زبان کی باگ ڈور اگر جاہل کے ہاتھ میں ہو تووہ زبان والے ہی کے لیے دہاڑتاہوا شیر بن جاتی ہے۔

کسی حکیم نے کہاہے کہ:چھ خصلتیں جہالت سے ہیں۔[۱]بلا سبب غصہ۔[۲]بے فائدہ گفتگو۔[۳]فضول خرچی ۔[۴]افشاء راز۔[۵]ہر آدمی پر بھروسہ اور[۶]دوست ودشمن کے مابین تمیز نہ کرنا۔

کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ:کونسی بات انسان کے لیے گھٹیاہے؟جواب دیا:کثرت کلام۔

ابو عتاہیہ نے کہاہے کہ:

لا خیر فی حشوا لکلا * م اذا اھتدیت علی عیونه

والصمت أجمل للفتی * من منطق فی غیر حینه

جب جامع اور مختصر بات بولنے پر تمہیں قدرت ہو توزیادہ بولنے میں خیر نہیں۔بے وقت بولنے سے خاموش رہنا انسان کے لیے زیادہ اچھا ہے۔

کہاجاتا ہے کہ: قُس بن ساعدہ الایادی جو عرب کے حکیم اور خطیب تھے، نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے فوت ہوئے،اورا کثم بن صیفی دونوں یکجاہوئے،ان میں سے کسی ایک نے دوسرے سے پوچھا: آپ نے انسان کے اندر کتنی غلطیاں پائی ہیں ؟جواب دیا: غلطیاں شمار سے باہر ہیں،ہاں ایک خصلت میں نے ایسی پائی ہے کہ اگر انسان اس پر عمل کرے تو اس کے سارے عیوب پردۂ خفا میں رہیں گے۔پوچھا: وہ کونسی خصلت ہے؟جواب دیا: زبان کی حفاطت۔

قاضی عیاض نے کہاہے کہ:

الصمت أسلم لكن ان أردت دمي   أن لا يفيض فسامحني أفض كلمي

بيني وبين وجودي الله يحكم لي   ولا حديثي ولا دهري وحادثه

ولا هومي ولا وهمي ولا همي   ولا حسامي الذي للعجز أغمده

ولا لياليا لتي نير انها اتقدت   بالفكر لم تعل في الدينا سوى علمي

خاموشی میں سلامتی ہے،لیکن اگر میں چاہوں کہ میراخون رائیگاں نہ جائے تو بے مطلب کی باتیں مجھے چھوڑنی ہوں گی۔میری ذات ووجود کے درمیان اللہ عزوجل ہی حاکم ہے،اے کاش!مرنے کے بعد کچھ نہ ہوتا۔تونہ میری باتیں ہوتیں،نہ زمانہ،نہ زمانے کے حادثات ہوتے،نہ میرے غم والم ہوتے نہ وہم وگمان ہوتااورنہ میرے عزائم وارادے ہوتے اور نہ میری وہ تلوار ہوتی عاجزی کی وجہ سے جسے میں نیام میں رکھتاہوں،بوقت

پریشانی بھی اسے نیام سے باہر نہیں کرتا۔ اور نہ میری وہ راتیں ہوتیں جسکی تابانی فکر سے روشن ہے تو دنیامیں میرے علم و قلم کے سوا کوئی چیز سربلند نہ ہوتی۔

کہا گیاہے کہ: زبان روزانہ صبح وشام اعضاء بدن سے کہتی ہے کہ: تمہارا کیاحال ہے؟ اعضاء بدن کہتے ہیں کہ: اگر تم بخش دو تو سب ٹھیک ہے۔

حجاج بن یوسف نے کسی ادیب سے پوچھا کہ: عقل مند کون ہے ؟ اور جاہل کون ہے ؟ جواب دیا: اللہ تعالی امیر کی اصلاح فرمائے، عقلمند وہ ہے جو فحش کلامی و بیہودہ گوئی نہیں کرتا، راہ چلتے دائیں بائیں نہیں جھانکتا، دل میں غداری نہیں سوچتا اور عذر خواہی نہیں کرتا۔ اور جاہل وہ ہے جو سخت بیہودہ گوئی کرتا ہے، کھلا پلا کر احسان جتلا تا ہے، سلام کرنے میں بخیلی کرتا ہے ، اپنی بڑائی چاہتاہے اور اپنے نوکروں کو برا بھلا کہتاہے۔ پوچھا: باشعور عقلمند کون ہے؟ جواب دیا: اپنی عزت وو قار کی حفاظت کرنے والا اور لایعنی باتوں سے دور رہنے والا۔

کہا جاتاہے کہ: حجاج نے ایک دیہاتی سے پوچھا: کیا میں خطیب ہوں؟ دیہاتی نے جواب دیا: ہاں، اگر آپ کثرت سے رد نہ کریں، [بلاضرورت] ہاتھوں سے اشارہ نہ کریں اور ”اَما بعد“ کہیں۔

کہا گیاہے کہ: حضرت ربیعہ نے ایک بار لمبی چوڑی تقریر کی اور یہ تقریر انھیں اچھی لگی، انھیں کی بغل میں ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا، اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: بھائی دیہاتی! تم لوگ بلاغت کسے کہتے ہو؟ جواب دیا: کم بولنے اور درست بولنے کو۔ پوچھا: نقص کلام کسے کہتے ہو؟ جواب دیا: جو آج آپ کر رہے تھے۔

إذا خطبت على الرجال فلاتكن هدر الكلام فلاتقوله مختالا

وأعلم بأن من السكوت سلامة ومن التكلم مايكون خبالا

جب تم قوم سے خطاب کرو تو بے فائدہ باتیں نہ بیان کرو۔ سمجھ و دانائی کی باتیں بیان کرو اور یاد رکھو کہ خاموشی میں سلامتی ہے اور بولنے میں تباہی ہی تباہی ہے۔

بعض حکیموں نے کہا ہے کہ: خاموشی علم کی زینت اور اسکی پناہ گاہ ہے۔ خاموشی انسان کو سلامتی اور کرامت و بزرگی عطا کرتی ہے۔ معذرت خواہی کی ذلت سے دور اور جامہ و قار میں ملبوس رکھتی ہے۔

"الاسفار الغابرہ" میں لکھا ہے کہ: عقلمند انسان کو اپنی حالت پر نظر، اپنے زمانے والوں کی معرفت اور اپنی شرمگاہ و زبان کی حفاظت کرتے رہنا چاہیے۔

کسی حکیم نے کہا ہے کہ: اگر تم کسی انسان کے بارے میں معلوم کرنا چاہو کہ وہ اپنی خواہشات نفس پر قابو رکھتا ہے یا نہیں، تو تم اس کی زبان کے ضبط و تحمل کو دیکھ لیا کرو۔

بعض حکماء بولنے سے بہت زیادہ کتراتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ: جب تم جاہلوں کے پاس بیٹھو تو خاموش رہا کرو اور علماء کے پاس بیٹھو تو بھی خاموش رہا کرو۔ جاہلوں میں خاموش رہنے کا فائدہ یہ ہو گا کہ تمہارا حلم بڑھ جائیگا اور عالموں کے درمیان خاموش رہنے میں تمہارا علم بڑھ جائیگا۔

کسی حکیم نے کہا ہے کہ: تمہارے لیے ایک زبان اور دو کان بنائے گئے ہیں تا کہ تم بولنے سے زیادہ سننے کے خوگر بنو۔

بعض حکیموں کا کہاہے کہ: جب تک تم سے بولنے کی فرمائش نہ کی جائے اس وقت تک چپ رہو، اس لیے کہ جب تم سے فرمائش کی جائیگی تو تمہاری بات سب پر بھاری رہے گی۔

منثور الحکم میں لکھاہے کہ: جب عقل مکمل ہوتی ہے تو بولی کم ہو جاتی ہے۔

بعض حکماء نے کہاہے کہ: خاموشی انسان کے لیے زیادہ نفع بخش ہے اور پرندوں کے لیے سکون زیادہ نفع بخش ہے کیوں کہ پرندے جب چہچہاتے ہیں تو پکڑ لیے جاتے ہیں اور پنجڑے میں بند کر دیئے جائے تے ہیں۔

الصقر يرتع في الرياض وانما حبس الهزار لأنه يترنم

عليك بالصمت واحذر أن تفوه بما تؤل عقباه للخسران والندم

باز اونچی شاخوں پر آسودہ رہتاہے اور بلبل چہچہانے کی وجہ سے قید کرلی جاتی ہے۔لہذا خاموش مزاجی اپنالو اور بولنے سے خوف کرو بولی کا انجام شرمندگی اور نقصان ہے۔

بعض حکیموں نے کہاہے کہ: زبان کی عفت خاموشی میں ہے کہ وہ درندہ ہے اگر تم اس کو مقید نہ رکھوگے تو وہ تمھیں پر حملہ آور ہو گا۔

کسی حکیم سے اسکے مرض الموت کے وقت گزارش کی گئی کہ: آپ کچھ وصیت کر جایئے! فرمایا: اگر تمھیں طلب ہو تو عالموں کا علم، حکیموں کی حکمت اور طبیبوں کی طب طلب کرو۔ یہ باتیں تم کو تین باتوں کی وجہ سے حاصل ہوں گی: عالموں کا علم تو اس طرح حاصل ہو گا کہ جب تم سے ایسی باتوں کے بارے میں پوچھا جائے جنھیں تم نہیں جانتے تو کہہ

دیا کرو کہ ”مجھے معلوم نہیں ہے“۔ حکماء کی حکمت اس طرح ملے گی کہ جب کسی قوم کی نشست میں تم کو بیٹھنے کا موقع ملے تو خاموشی اختیار کرو، اگر وہ درستگی تک پہنچ جائیں تو تمہارا شمار بھی انھیں میں ہو گا اور اگر وہ غلطی پر رہیں تو تم ان کی غلطی سے محفوظ رہو گے۔ اور طبیبوں کی طبابت اس طرح حاصل کرو کہ جب تک کھانے کی اشتہا نہ ہو اس وقت تک کوئی چیز نہ کھایا کرو، خواہش کے وقت کھانے سے مرض الموت کے علاوہ کوئی اور تکلیف جسم کو لاحق نہیں ہوتی۔

کسی حکیم کا کہنا ہے کہ :انسان کی عقل کا اظہار آٹھ خصلتوں میں ہوتا ہے[۱]نرمی[۲]اپنے نفس کی معرفت اور اسکی حفاظت[۳]بادشاہوں کی اطاعت[۴]اپنے راز دار کی معرفت[۵]شاہوں کے دربار میں باادب شیریں زبان ہو کر حاضری[۶]اپنے اور پرایے سب کی رازداری ورواداری[۷]اپنی زبان پر اس طرح قابو کہ اس سے عاقبت خراب کرنے والی کوئی بات نہ نکلے اور[۸] مجلسی گفتگو میں فرمائش کے بغیر کوئی بات نہ کرے۔

کچھ ادیبوں نے زبان کی تعریف وتوصیف میں لکھا ہے کہ:زبان انسان کا جوہر ہے،اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے سارے اعضاء پر اس کو فوقیت وعزت دی ہے،اس کو اپنی توحید کا ناطق اور فضل وبزرگی کا گویا بنایا ہے۔اس کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایسا آلہ ہے جس سے اظہار بیان ہوتا ہے،وہ ایسا ظاہر ہے جس سے دل کی پوشیدہ باتوں کا پتہ چلتا ہے،وہ ایسا حاکم ہے جو اپنی باتوں کو دلائل کے ساتھ پیش کرتا ہے،وہ ایسا ناطق ہے جو سوالوں کا جواب دیتا ہے،وہ ایسا واصف ہے جو چیزوں کا وصف وتعارف پیش

کرتا ہے،وہ ایسا واعظ ہے جو فحش چیزوں سے منع کرتا ہے،وہ ایسا حاضر ہے جس کے ذریعہ غائب کا پتہ لگایا جاتا ہے،وہ ایسا سفارشی ہے جس کے ذریعے مسائل ومقاصد حل ہوتے ہیں،وہ ایسا حسین ہے جو دلوں کو بہلاتا ہے ،وہ ایسا مونس ہے جو نفرت ووحشت کو دور کرتا ہے ،وہ ایسا ساقی ہے جو دوست کی پیاس بجھاتا ہے ،وہ ایسا منفرد داعی ہے جو اچھائی کی دعوت دیتا ہے ،وہ ایسا کاشت کار ہے جو پیار ومحبت کی کاشت کرتا ہے اورایسا کھیتی کاٹنے والا ہے جو بغض وکینہ اور حسد وجلن کو اکھاڑ پھینکتا ہے۔

جاحظ نے کہا ہے کہ: زبان ایسا آلہ ہے جو اظہار بیان کرتا ہے ،ایسا شاہد ہے جو دل کی ترجمانی کرتا ہے،ایسا حاکم ہے جو اختلافات میں دلائل کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے،ایسا ناطق ہے جو سوالوں کا جواب دیتا ہے،ایسا سفارشی ہے جو ضرورتوں کو پورا کرتا ہے ،ایسا واصف ہے جو چیزوں کی پہچان کراتا ہے ،ایسا واعظ ہے جو برائیوں سے روکتا ہے،ایسا ساقی ہے جو بھائیوں کو شراب محبت پلاتا ہے،ایسا مبشر ہے جو حزن وملال کو دور کرتا ہے ،ایسا عذر خواہ ہے جو حقد وکینہ سے نجات دیتا ہے،ایسا مسخرا ہے جو کانوں میں رس گھولتا ہے،ایسا کسان ہے جو محبت ومؤدت کا بیج بوتا ہے،ایسا کسان ہے جو عداوت ودشمنی کو دور کرتا ہے،ایسا شاکر ہے جو مزید کا حق دار ہے اورایسا مونس ہے جو وحشت وتنہائی کو کافور کرتا ہے۔

عبد الملک بن مروان نے کہا ہے کہ: تکلم مثل قاضی ہے جو جھگڑنے والوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے،ایک روشنی ہے جو ظلمت وتاریکی دور کرتی ہے۔لوگ تکلم کے اسی طرح محتاج ہیں جس طرح وہ کھانے پینے کے محتاج ہیں۔

ایک دوسرے حکیم نے کہاہے کہ: کلہاڑی درخت کاٹتی ہے پھر وہ درخت اُگنے لگتاہے، تلوار گوشت کاٹتی ہے پھر وہ گوشت بھر جاتاہے مگر زبان کے زخم نہ مندمل ہوتے ہیں اور نہ اسکی چوٹ کا کوئی علاج ہے۔

تیر کا پھل گوشت کے اندر چلا جاتا ہے پھر اس کو نکال لیا جاتا ہے، تیر کے پھلوں کی طرح کلام کے بھی دھاردار پھل ہوتے ہیں جب وہ دل کو لگ جاتے ہیں تو نکلتے نہیں ہیں۔

جاپانی حکمتوں میں سے ہے کہ: زبان جسکی لمبائی تین انچ ہیں وہ آدمی کو مار ڈالتی ہے جس کی لمبائی چھ فٹ ہے، تین انچ کی زبان چھ فٹ کے آدمی کو ہلاک کر دیتی ہے۔

انھیں میں سے یہ بھی ہے کہ: اپنی زبان کو ''لا ادری''، مجھے معلوم نہیں ہے' کہنا سکھاؤ۔

کہا جاتا ہے کہ: شراب، غرور اور خود پسندی زبان کو بے مہار کر دیتی ہے۔

خاموشی کے محاسن وفوائد

سلاطین وامراء کے اقوال کی روشنی میں

حضرت ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ: چار بادشاہوں نے ایک ایسی بات کہی گویا وہ ایک ہی کمان سے نکلا ہوا تیر ہے۔ کسری [شاہ فارس] نے کہاہے کہ: جو بات میں نے نہیں کہی اس میں مجھے شرمندگی نہیں ہوئی جبکہ کہی ہوئی بات پر بارہا شرمندہ ہونا پڑا۔ چین کے بادشاہ نے کہاہے کہ: جس بات کو میں نہیں بولتا اس کا میں مالک ہوں اور جب میں بول دیتاہوں تو وہ میری مالک ہو جاتی ہے۔ قیصر [شاہ روم] نے کہاہے کہ: جو بات میں بیان نہیں کرتا اس پر میرا قبضہ رہتاہے اور جس کو میں بیان کر دیتاہوں وہ مجھ پر قبضہ جمالیتی ہے۔ شاہ ہند نے کہاہے کہ: بات اگر دم دار اور معیاری ہو تو لائق تکلم اور نفع بخش ہے اور جس بات کے اندر شان نہیں ہوتی وہ فائدہ بخش بھی نہیں ہوتی۔

کہا گیاہے کہ: ایک بار خلیفہ متوکل باللہ کو فرش پر ٹھوکر لگی، جب وہ بیٹھے تو کسی شاعر نے یہ دو شعر پڑھے:

یصاب الفتی من عثرۃ بلسانہ ولیس یصاب المرء من عثرۃ الرجل

فعثرتہ بالقول تذہب رأسہ وعثرتہ بالرجل تبرأ علی مھل

انسان کو لغزش زبان کی وجہ سے تکلیف لاحق ہوتی ہے، لغزش قدم کی وجہ سے تکلیف نہیں ہوتی، زبان کی لغزش کبھی اس کا سر قلم کرادیتی ہے اور لغزش قدم کی تکلیف تھوڑی دیر بعد دور ہو جاتی ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ اشعار خلیفہ معتز باللہ کے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ: بادشاہ بہرام ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، اس نے ایک درخت پر ایک پرندے کو چہچہاتے ہوئے سنا اور اس پر نشانہ سادھ لیا، پرندہ زمین پر ڈھیر ہو گیا، پھر اس نے کہا: انسان اور پرندے کا اپنی زبان کی حفاظت کرنا کتنا اچھا ہے! اگر یہ پرندہ اپنی زبان کی حفاظت کرتا تو ہلاک نہیں ہوتا۔

بُزرجمہُر نے کہا ہے کہ: جو زبان درازی کا عادی ہے اس کو اسکی فضول گوئی نے ہلاک کر دیا ہے۔

سلیمان بن عبد الملک نے کہا ہے کہ: مطلب کی باتوں کے بیان سے خاموشی اختیار کرنا بے مطلب کی باتوں کو بیان کرنے سے بہتر ہے اور غیر نقصان دہ باتوں کے بیان سے خاموشی اختیار کرنا بے مطلب کی باتوں کو بیان کرنے سے بہتر ہے۔

منقول ہے کہ: عبد الملک بن مروان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ،ان کے پاس حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے، عبد الملک نے سلام کیا اور جلدی ہی واپس ہو گئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نوجوان نے کتنے اچھے اور کامل طریقے سے مروت کا تقاضہ پورا کیا ہے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ نے کہا ہے کہ :اس نے چار باتوں کو لیا اور چار باتوں کو چھوڑ دیا، اس نے بہترین انسانی طریقۂ ملاقات کا انتخاب کیا، نہایت عمدہ طریقہ گفتگو کو منتخب کیا، بہت ہی اچھا طریقہ سماعت کو اختیار کیا اور سب سے آسان اور نہایت ہلکا بار اٹھایا۔ ناقابل بھروسہ عقلمند سے مزاح کرنا چھوڑا، جو ہم

مذہب ومشرب نہ ہو اس کے ساتھ ترک موالات کیا،بدنام زمانہ لوگوں کی ہم نشینی سے گریز کیااور ایسی باتوں سے اجتناب کیا جنکی وجہ سے معذرت خواہی کرنا پڑے۔

خاموشی کے محاسن وفوائد

محاوروں اور روزمروں کی روشنی میں

(۱) أجرح جوارح الانسان اللسان۔

اعضاء انسانی میں سب سے زیادہ گزند پہنچانے والی زبان ہے۔

(۲) اللسان سیف مرهف لا ینبو حده والکلام سهم مرسل لا یمکن رده۔

زبان تیز تلوار ہے جسکی دھار اچٹتی نہیں ہے، کلام نکلا ہوا تیر ہے جسکو واپس کرنا ممکن نہیں ہے۔

(۳) احذر عثرات لسانک تأمن سطوات جسدک۔

اپنی زبان کی لغزشوں سے پرہیز کرو تمہاری شخصیت کا رعب محفوظ رہے گا۔

(۴) الندم علی الصمت خیر من الندم علی القول۔

خاموش رہ کر شرمندہ ہونا بول کر شرمندہ ہونے سے بہتر ہے۔

(۵) الصمت زین للعالم وستر للجاهل۔

خاموشی عالم کے لیے سنگار ہے اور جاہل کے لیے آڑ ہے۔

(٦) ادنی نفع الصمت السلامة وادنی ضرر النطق الندامة۔

خاموشی کا کم از کم فائدہ سلامتی ہے اور گویائی کا کم از کم نقصان شرمندگی ہے۔

(۷) النطق بغير حكمة هوس والصمت بغير فكر خرس۔

حکمت کے بغیر بولنا عقل کی کمی ہے اور فکر کے بغیر خاموش رہنا زبان کی کمی ہے۔

(۸) احبس لسانک قبل أن يطيل حبسک۔

اپنی زبان کو مقید رکھو قبل اس کے کہ تم کو لمبی قید کی زندگی گزارنی پڑے۔

(۹) الزم الصمت تعد حكيما جاهلا كنت أو عاقلا۔

تمہارا شمار جاہلوں میں ہو یا عالموں میں، خاموش رہو گے تو حکیموں میں شمار کئے جاؤ گے۔

(۱۰) العثار مع الاکثار۔

زیادہ بولنے والا ہی ٹھوکریں کھاتا ہے۔

(۱۱) الاستماع اسلم من القول۔

بولنے سے زیادہ سننے میں سلامتی ہے۔

(۱۲) استعن بالصمت على اطفاء الغضب۔

غصہ کی آگ بجھانے میں خاموشی کا سہارا لو۔

(۱۳) ابلغ الكلام ما اعرب عن الضمير واغنى عن التفسير۔

بلیغ ترین کلام وہی ہے جو ضمیر کی سب سے اچھی ترجمانی کرے اور تفسیر و بیان سے بے نیاز کر دے۔

(۱۴) بالصمت تنال المطالب۔

خاموشی سے مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱۵) بالصمت قرنت السلامة۔

خاموشی سے سلامتی ملتی ہے۔

(۱۶) بالفضول الحقت الندامة۔

فضول کلامی شرمندگی لاتی ہے۔

(۱۷) ترک الفضول من طبع الفحول۔

فضول کلامی نہ کرنا عقلمندوں کی عادت ہے۔

(۱۸) ثلاث من الجهل الهذر والغضب والاسراف۔

تین چیزیں جہالت کی علامت ہیں: بیہودہ گوئی، غصہ اور فضول خرچی۔

(۱۹) جرح اللسان لایطیب۔

زبان کا زخم اچھا نہیں ہوتا ہے۔

(۲۰) جودة الکلام فی الاختصار۔

کلام کی عمدگی اختصار میں ہے۔

(۲۱) حتف الرجل بین لحییه۔

انسان کی موت اس کی زبان میں ہے۔

(۲۲) حارسک لسانک وصدیقک درهمک۔

زبان تمہاری نگراں ہے اور مال تمہارا دوست۔

(۲۳) **خیر الناس من کف لسانه واکرم جیرانه۔**

بہترین انسان وہی ہے جو اپنی زبان پر قابو رکھے اور پڑوسیوں کی عزت کرے۔

(۲۴) **خیر مافعله الانسان حفظ اللسان۔**

انسان کا بہترین کام اپنی زبان کی حفاظت کرنا ہے۔

(۲۵) **اللسان کالسبع اذا اخلی عنه عقر۔**

زبان مثل درندہ ہے اگر آزاد چھوڑ دیا جائے تو حملہ آور ہو جاتا ہے۔

(۲۶) **اللسان سبع صغیر الجرم کبیر الجرم۔**

زبان ایک درندہ ہے اس کا جِرم [جسم] چھوٹا اور جُرم بڑا ہے۔

(۲۷) **احد السیوف اللسان وأفتک الاعداء الجنان۔**

سب سے زیادہ تیز تلوار زبان ہے اور سب سے بڑی آفت دل میں دشمنی رکھنے والے لوگ ہیں۔

(۲۸) **الکلمة اسیرة فی وثاق الرجل فاذا تکلم عاد اسیرا فی وثاقها۔**

بولی انسان کے بندھن میں قیدی کے مانند ہے جب انسان بولنے لگتا ہے تو وہ بولی کے بندھن میں قید ہو جاتا ہے۔

(۲۹) **اصون الناس لنفسه املکهم للسانه۔**

اپنے آپ کی زیادہ حفاظت کرنے والا انسان وہ ہے جو اپنی زبان کو زیادہ کنٹرول میں رکھتا ہے۔

(۳۰) ایاک وفضول الکلام فانھا تخفی فضلک وتوکس قدرک۔

فضول گوئی سے پرہیز کروہ تیری فضیلت کو چھپا دیتی ہے اور قدر کو گھٹا دیتی ہے۔

(۳۱) اذا کثر الکلام اختل واذا اختل اعتل۔

جب باتیں زیادہ ہوتی ہیں تو دماغ خراب ہوتا ہے اور جب دماغ خراب ہوتا ہے تو دل بیمار ہوتا۔

(۳۲) اللسان عنوان الانسان یترجم عن مجھولہ ویبرھن عن محصولہ۔

زبان انسان کی عنوان ہے، اسکی نادانی کی ترجمان ہے اور دانائی پر برہان ہے۔

(۳۳) الکلام کالدواء ان اقلت منہ نفع وان اکثرت منہ صدع۔

کلام مانند دوا ہے اس کا قلیل نفع بخش ہے اور کثیر درد انگیز ہے۔

(۳۴) افضل العبادۃ الصمت والصبر وانتظار الفرج۔

افضل عبادت خاموشی، صبر اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا ہے۔

(۳۵) اللسان سیف قاطع حدہ والکلام سھم نافذ لایمکن ردہ۔

زبان ایسی تلوار ہے جو تیز کاٹنے والی ہے اور کلام ایسا چھوٹا ہو تیر ہے جسکو واپس کرنا ممکن نہیں ہے۔

(۳۶) ابلغ الکلام ماقل مجازہ وناسبت صدورہ اعجازہ۔

بلیغ کلام وہ ہے جو مبنی بر حقیقت ہو، اور اس کا اعجاز یہ ہے کہ غیر ضروری سے خالی اور ضروری پر مشتمل ہو۔

(۳۷) ابلغ الکلام ماقلت فضولہ وکثرت فصولہ۔

بلیغ کلام وہ ہے جس میں لفاظی کم اور جملے چھوٹے ہوں۔

(۳۸) ابلغ الکلام مایدل اولہ علی آخرہ ویستغنی بباطنہ علی ظاہرہ۔

بلیغ ترین کلام وہ ہے جس کا اول اس کے آخر پر دال ہو اور اس کا ظاہر باطن کا محتاج نہ ہو۔

(۳۹) ابلغ الکلام ماصحت مبانیہ ووضحت معانیہ۔

بلیغ ترین کلام وہ ہے جس کے الفاظ درست اور معانی واضح ہوں۔

(۴۰) بالسکوت تنال المعالی۔

خاموشی بلند درجات کے حصول کا ذریعہ ہے۔

(۴۱) بالصمت تکون الہیبۃ۔

خاموشی سے ہیبت پیدا ہوتی ہے۔

(۴۲) بکثرۃ المقال الہیبۃ تزال۔

زیادہ بولنے سے ہیبت ختم ہو جاتی ہے۔

(۴۳) ترک کلمۃ فیما لایعنی افضل من الصوم یوما۔

بے فائدہ کی ایک بات سے بچنا ایک دن کے روزہ رکھنے سے بہتر ہے۔

(۴۴) ثلاث من العقل قلة الكلام وقلة الطعام وقلة المنام۔

تین باتیں عقلمندی کی علامت ہیں: کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا۔

(۴۵) جرح الكلام اشد من جرح الحسام۔

بات کا زخم تلوار کے زخم سے سخت تر ہے۔

(۴۶) جرح السيف ينسى وجرح اللسان لا ينسى۔

تلوار کا زخم فراموش کر دیا جاتا ہے زبان کا زخم بھلایا نہیں جاتا۔

(۴۷) حفظ اللسان راحة الانسان۔

زبان کی حفاظت میں انسان کی راحت ہے۔

(۴۸) حبس اللسان نعمة واطلاقه زحمة۔

زبان کو قابو کرنا نعمت اور اسکو آزاد چھوڑنا زحمت ہے۔

(۴۹) خير الكلام ماقل ودل ولم يطل فيمل۔

بہترین کلام وہ ہے جس کے الفاظ کم، معانی زیادہ اور اکتانے والا نہ ہو۔

(۵۰) خير الكلام مالم يكن عاميا ولا غريبا وحشيا۔

بہترین کلام وہی ہے جو ہلکا نہ ہو اور نہ قلیل الاستعمال و غیر مانوس ہو۔

(۵۱) اترک القال والقيل قبل أن تعد ثقيل۔

قیل و قال چھوڑو اس سے پہلے کہ تم بوجھ سمجھے جاؤ۔

(۵۲) اترک الفضول فی الکلام لترفع لک العلام۔

فضول کلامی چھوڑو تاکہ تمہارا پرچم بلند ہو۔

(۵۳) ذل من افرط فی الکلام۔

جس نے بہت زیادہ بات کی وہ ذلیل ہوا۔

(۵۴) رب قول اشد من صول۔

بعض باتیں حملہ سے سخت تر ہوتی ہیں۔

(۵۵) رب عثرۃ اوصلت الحفرۃ۔

زبان کی بعض ٹھوکریں قبر میں پہنچادیتی ہیں۔

(۵۶) رب لسان اتی علی انسان۔

بعض لسانی غلطیاں انسان کو مصائب میں ڈال دیتی ہیں۔

(۵۷) اللسان ھلاک الانسان۔

زبان کی لغزشوں میں انسان کی بربادی ہے۔

(۵۸) العھد من لسانہ صموت وکلامہ موت۔

زبان کا خاموش رہنا امان ہے اور اسکا بولنا موت ہے۔

(۵۹) سلامۃ الانسان بحفظ اللسان۔

انسان کی سلامتی زبان کی حفاظت میں ہے۔

(۶۰) خیر الناس من اطلق لسانہ وقل بیانہ۔

بہترین انسان وہی ہے جس نے اپنی زبان کو آزاد چھوڑا اور باتیں کم کیں۔

(٦١) **صمت کافی خیر من کلام غیر وافی۔**

مناسب خاموشی ناقص گفتگو سے بہتر ہے۔

(٦٢) **صمت الجاھل ستر وکلام العاقل فخر۔**

جاہل کا خاموش رہنا پردہ ہے اور عاقل کا بولنا فخر ہے۔

(٦٣) **من افلت لسانه وتبع شیطانه۔**

جس کی زبان بے لگام ہو گئی وہ گمراہ ہو گیا۔

(٦٤) **امران لایجتمعان العقل والھذیان۔**

دو باتیں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتیں عقل اور بیہودہ گوئی۔

(٦٥) **فی اللسان ھلاک الانسان۔**

زبان کی آزادی میں انسان کی بربادی ہے

(٦٦) **ظلم نفسه کل مکثر مھذار۔**

بکواس کرنے والا اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔

(٦٧) **عقل المرء محبوء تحت لسانه۔**

انسان کی عقل اس کی زبان کی بندش کے ماتحت رہتی ہے۔

(٦٨) **علامة العقل ترک الفضول۔**

عقل کی علامت فضول گوئی سے بچنا ہے۔

(۶۹) غلق الفم نعمة وفتحه نقمة۔

منہ بند رکھنا نعمت ہے اور کھولنا محرومی ہے۔

(۷۰) فلتات اللسان تھلک الانسان۔

زبان کی آزادی انسان کو برباد کر دیتی ہے۔

(۷۱) قل مایرجح زنتک وافعل مایجل قیمتک۔

بات وہی کہو جو تمھیں باوزن کر دے اور کام وہی کرو جو تمھیں باقیمت کر دے۔

(۷۲) کثرۃ المقالۃ عثرۃ غیر مقالہ۔

زیادہ بولنا ایسی ٹھوکر ہے جو انسان کو بے اعتماد بنا دیتی ہے۔

(۷۳) کفوا السنتکم فان مقتل الرجل بین فکیه۔

اپنی زبان پر قابو رکھو کیوں کہ انسان کی قتل گاہ اسکے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے۔

(۷۴) دع من الکلام ماتعتذر منه وتکلم بما شئت۔

ایسی بات نہ کہو جس سے معذرت خواہی کرنا پڑے اسکے علاوہ جو چاہو، کہو۔

(۷۵) داری زمانک بتقلیل کلامک۔

کم بول کر زمانے کے ساتھ نرمی کرو۔

(۷۶) ذنب الانسان اکثر من اللسان۔

انسان کے زیادہ تر گناہ اس کی زبان کی وجہ سے صادر ہوتے ہیں۔

(۷۷) رب کلمة جلبت مقدورا فاخربت دورا عمرت قبورا۔

کبھی کبھی ایک بات مقدر کو آواز دیتی ہے، گھروں کو اجاڑ دیتی ہے اور قبروں کو آباد کرتی ہے۔

(۷۸) رب منطق صدع جمعا وسکوت شعب صدعا۔

کبھی بولنے کی وجہ سے اتحاد پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور خاموشی سے شیرازہ بندی ہوتی ہے۔

(۷۹) رب کلام شتت الجموع وکسر الضلوع۔

کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو اجتماع میں افتراق اور خاندانوں میں انتشار پیدا کرتی ہیں۔

(۸۰) زن کلامک لیرفع مقامک۔

نپی تلی زبان استعمال کرو تمہارا مقام بلند ہو جائیگا۔

(۸۱) سوء المقالة یزری بحسن الحالة۔

بری بات اچھی حالت کو خراب کر دیتی ہے۔

(۸۲) سعادۃ الانسان بصیانة اللسان۔

انسان کی سعادت زبان کی حفاظت میں ہے۔

(۸۳) شدد علی لسانک واحسن علی اخوانک۔

اپنی زبان پر سختی اور اپنے احباب پر نرمی کرو۔

(۸۴) صمت یعقبه ندامة خیر من نطق یسلب السلامة۔

خاموشی کے بعد شرمندگی اس گویائی سے بہتر ہے جس سے سلامتی ختم ہو جائے۔

(۸۵) **صمت طویل خیر من کلام یجلب العویل**

دیر تک خاموش رہنا اس گفتگو سے بہتر ہے جسکے بعد گریہ وزاری کرنا پڑے۔

(۸۶) **ضل من زل فی الکلام واستخف بالانام۔**

کلام کرنے میں جس نے لغزش کی وہ بہک گیا اور لوگوں میں ہلکا ہو گیا۔

(۸۷) **ضرر الانسان باطلاق اللسان۔**

زبان درازی انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔

(۸۸) **طول اللسان یقصر الاجل وخطأ القول یصیب المقتل۔**

زبان درازی موت کو قریب کرتی ہے اور غلط بولی مقتل تک پہنچادیتی ہے۔

(۸۹) **ظلمت نفسک ان لم تصن لسانک۔**

زبان کی حفاظت نہ کرنا اپنے آپ پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

(۹۰) **عثرۃ الرجل تدمی القدم وعثرۃ اللسان تزیل النعم۔**

لغزش قدم پاؤں کو زخمی کرتی ہے اور لغزش زبان نعمتوں کو ختم کر دیتی ہے۔

(۹۱) **عیب الکلام تطویلہ وجمالتہ ترتیلہ۔**

ضرورت سے زائد باتیں کرنا کلام کا عیب ہے اور ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرنا کلام میں حسن پیدا کرتا ہے۔

(۹۲) **غربال العقول النطق وغفران الذنوب الصدق۔**

نطق عقل کی کسوٹی ہے اور صدق میں گناہوں کی مغفرت ہے۔

(۹۳) فم العاقل عن الفضول مغلق وفم الجاهل لكل كلام مطلق۔

عقلمند فضول گوئی سے اپنے منہ کو بند رکھتا ہے اور جاہل ہر طرح کی بات کے لیے گویا ہو جاتا ہے۔

(۹۴) قصر كلامك تسلم واطل احتشامك تكرم۔

مختصر کلام کرو قابل قبول ہو گی اپنا احتشام بر قرار رکھو عزت ملے گی۔

(۹۵) كثرة المقال تثقل السمع وكثرة السوال توجب المنع۔

زیادہ بولی سماعت کو بری لگتی ہے اور زیادہ سوال جواب سے محروم کرتا ہے۔

(۹۶) كلام المرء فيما لايعني خذلان من الله تعالى۔

انسان کا لایعنی باتیں کرنا اللہ تعالی کی طرف سے باعث محرومی ہے۔

(۹۷) لاشئ أنفع للانسان من حفظ اللسان۔

حفاظت زبان سے بڑھ کر انسان کے لیے نفع بخش کوئی چیز نہیں ہے۔

(۹۸) لاتقولن مرا ولاتفعلن شرا۔

کڑوی بات ہر گز نہ کہو اور برا کلام ہر گز نہ کرو۔

(۹۹) لاتقولن هجرا ولاتفعلن نكرا۔

بیہودہ گوئی سے پرہیز کرو اور ناپسندیدہ کام ہر گز انجام نہ دو۔

(۱۰۰) لاتقل مايزل قدمك ويطيل ندمك۔

ایسی بات نہ کرو جو تمہارے قدم کو لغزش میں اور تمھیں شر مساری میں مبتلا کر دے۔

(۱۰۱) لسانک عبدک فأذا تکلمت فصرت عبدہ۔

زبان تمہاری غلام ہے اور جب تم بات کرنے لگ جاؤ تو تم اسکے غلام ہو گئے۔

(۱۰۲) لاتسر لسانک بمایسیٔ اخوانک۔

ایسی باتوں کے لیے منہ نہ کھولو جو تمہارے بھائیوں کو بری لگے۔

(۱۰۳) من کثر لفظه کثر غلطه۔

جس کی گفتگو زیادہ ہوتی ہے اس کی غلطی زیادہ ہوتی ہے۔

(۱۰۴) مقتل الرجل بین فکیه۔

انسان کی قتل گاہ اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے۔

(۱۰۵) من قل کلامه قلت آثمه۔

جس کی بولی کم اسکے گناہ کم۔

(۱۰۶) من لزمت الصمت امن المقت۔

جس نے خاموشی اختیار کی اس نے ہلاکت سے نجات پائی۔

(۱۰۷) من طاَل لسانه بطل احسانه۔

جس نے اپنی زبان دراز کر لی اس نے اپنا احسان باطل کر دیا۔

(۱۰۸) مع السکوت السلامة ومع الکلام الندامة۔

سکوت میں سلامتی ہے، تکلم میں شرمندگی ہے۔

(۱۰۹) **من قال مالا ینبغی سمع مالا یشتھی۔**

جو غیر مناسب بات کریگا خلاف مرضی سنے گا۔

(۱۱۰) **منقبة الرجل تحت لسانه۔**

انسان کی تعریف اسکی زبان سے ہوتی ہے۔

(۱۱۱) **من اکثر مقاله سئم ومن اکثر سواله حرم۔**

جو زیادہ بات کرتا ہے وہ اکتا دیتا ہے اورجو زیادہ سوال کرتا ہے وہ محروم ہو جاتا ہے۔

(۱۱۲) **نعم الخصلة الصمت۔**

خاموشی نہایت اچھی صفت ہے۔

(۱۱۳) **ھذر الکلام یورث الاسقام۔**

بیہودہ گوئی روگ پیدا کرتی ہے۔

(۱۱۴) **یستدل علی عقل الرجل نقله۔**

بات چیت سے انسان کی عقلمندی کا پتہ چلتا ہے۔

(۱۱۵) **لاتقل مایذری بک ولاتفعل ماینفر منک۔**

ایسی بات نہ کہو جو تم کو معیوب کرے اور ایسا کام نہ کرو جو تم سے متنفر کرے۔

(۱۱۶) **لسان المرء ترجمان عقله۔**

انسان کی زبان اسکی عقل کی ترجمان ہے۔

(۱۱۷) لسان العاقل فی قلبه و قلب الاحمق فی فمه۔

عقل مند کی زبان اس کے دل کے اندر ہوتی ہے اوراحمق کادل اسکی زبان میں ہوتاہے۔

(۱۱۸) لاتقولن مایسؤک جوابه ویضرک معابه۔

ایسی بات نہ کہو جس کاجواب برا ملے اور تمہارے کردار کو داغ دار کرے۔

(۱۱۹) لسان المرء مشفرة یمرهاعلی اوداجه۔

انسان کی زبان بلیڈ ہے جو اسکی شہ رگوں پر گزرتی ہے۔

(۱۲۰) لاتبسطن لسانک فیفسد علیک شأنک۔

اپنی زبان کو درازنہ کرواس سے تمہاری شان بگڑ جائیگی۔

(۱۲۱) من ملک لسانه احرز شیطانه۔

جس نے اپنی زبان کو قابو کرلیااس نے شیطان پر قابو پالیا۔

(۱۲۲) من افرط فی الکلام زل ومن استخف بالرجل ذل۔

جس نے زیادہ بک بک کیاوہ ٹھوکر کھایااور جس نے کسی کوہلکاجاناوہ ذلیل ہوا۔

(۱۲۳) من ملک طول لسانه اہلکه فضل بیانه ۔

جس کی زبان درازی اس پر قابض ہوتی ہے اس کی فضول گوئی اسے ہلاک کرتی ہے۔

(۱۲۴) من خزن لسانه حق دمه و من ملک کلامه امن ندمه۔

جس نے اپنی زبان کو قابو کر لیا اس نے خون ہونے سے اپنے آپ کو بچا لیا اور جس نے اپنی گفتگو کو کنٹرول میں رکھا وہ شرمندگی سے محفوظ رہا۔

(۱۲۵) من طال کلامه سئم و من کثر احترامه شتم۔

جسکی بات لمبی ہوتی ہے لوگ اس سے اکتا جاتے ہیں اور جس کا بہت زیادہ احترام ہوتا ہے پھر وہ گالی بھی کھاتا ہے۔

(۱۲۶) من لم یعد کلامه من عمله کثرت خطایاه۔

جو اپنے کلام کو عمل شمار نہ کرے اسکی خطائیں زیادہ ہوتی ہیں۔

(۱۲۷) من قوم لسانه زان عقله و من سدد کلامه أبان فضله۔

جس نے اپنی زبان درست کر لی اس نے عقل مندی دکھائی اور جس نے اپنا کلام درست کر لیا اس کا فضل ظاہر ہو گیا۔

(۱۲۸) من اخافه الکلام اجاره الصمت۔

جو اپنے کلام سے ڈرتا ہے خاموشی اسکو پناہ دیتی ہے۔

(۱۲۹) من لم یحلم یندم و من سکت سلم۔

جو سمجھ کر کلام نہیں کرتا وہ شرمندہ ہوتا ہے اور خاموش رہتا ہے سلامتی پاتا ہے۔

(۱۳۰) نقص فی الانسان اطلاق اللسان۔

زبان کی آزادی انسان کا بڑا عیب ہے۔

(۱۳۱) همم الرجال تقلع الجبال وزلة المقال تقطع الاوصال۔

انسان کی ہمتیں پہاڑوں کو اکھاڑ پھینکتی ہیں اور اسکی زبان کی لغزشیں جوڑوں کو الگ کردیتی ہیں۔

(۱۳۲) یستدل علی عقل الرجل بقوله وعلی اصله بفعله۔

انسان کی بولی اسکی عقل کو اجاگر کرتی ہے اورانسان کے کام اس کے اصل کا پتہ دیتے ہیں۔

ابتداءوانتہاء میں اللہ ہی کی تعریف ہے،اوائل محرم الحرام ۱۳۲۷ھ میں یہ رسالہ مکمل ہوا۔

ہر حال وہر لمحہ اللہ عزوجل ہی کی تعریف ہے ۱۴/ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ کو اس رسالہ کا ترجمہ مکمل ہوا۔[مترجم]

مؤرخ صوفیائے بنگال حضرت مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی مد ظلہ العالی کی چند مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابیں

کتاب	تعارف	کیفیت
تذکرۂ امین شریعت [ہندی]	امین شریعت حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین اشرفی [مفتی اعظم کانپور] کا مختصر تذکرہ	مطبوعہ
خاموشی کے محاسن [ترجمہ]	کم بولنے اور زبان وبیان پر قابو رکھنے کے محاسن وفوائد پر بہترین کتاب	مطبوعہ
انیس الغربا [ترجمہ]	شیخ نور قطب عالم ابن مخدوم علاء الحق پنڈوی کی حدیث وتصوف پر لاجواب کتاب	مطبوعہ
حیات مخدوم العالم	مرشد مخدوم اشرف شیخ علاء الحق پنڈوی بنگالی کی سیرت وسوانح پر پہلی تحقیقی کتاب	مطبوعہ
آئینۂ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان - اَحوال وآثار	مصنف ہدایۃ النحو شیخ اخی سراج الدین عثمان کی حیات وخدمات پر اولین تحقیقی کتاب	مطبوعہ
اَحوال وآثار شیخ جلال الدین تبریزی	خلیفۂ شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ جلال الدین تبریزی کی حیات وخدمات پر اولین دستاویز	مطبوعہ
اہل شریعت وطریقت کی پہچان [ترجمہ]	امام ابن رجب حنبلی کی "کشف الکربۃ فی وصف اَھل الغربۃ" کا بہترین سلیس اردو ترجمہ	مطبوعہ
شیخ نور قطب عالم حیات اور کارنامے	نور قطب عالم شیخ احمد نور ابن شیخ علاء الحق پنڈوی علیہما الرحمہ کی سیرت وسوانح پر ضخیم تحقیقی کتاب	غیر مطبوعہ